"شرارتی موڈ میں لکھی گئی تحریریں"

شرارتیں

طنز و مزاح

بابر شاہین

قومی پبلی کیشنز، پوسٹ بکس نمبر 1163
راولپنڈی

انتساب!

اپنے محسن

نجابت علی آکاش کے نام
جسکی بے پناہ محبتوں پر مجھے ناز ہے

بابری اور شاہینی مزاح

بابر شاہین کی ظرافت کے بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مجھے پسند آئی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بابر شاہین ایک کالج کے طالب علم ہیں اور یہی زندگی کا وہ کھرا زمانہ ہے جس میں کھرا اور خالص مزاح لکھا جا سکتا ہے مجھے خوشی ہے کہ بابر شاہین نے زندگی کے اسی جیالے مرحلے میں مزاح نگاری کی طرف رجوع کیا ہے اس بات کا ذکر شاید یہاں بے محل نہ ہو کہ شفیق الرحمٰن، کرنل محمد خان، ابن انشاء، مشتاق احمد یوسفی جیسے ظرافت کے ہمالیاؤں نے بھی مزاح نگاری کی ابتداء اپنے کالج کے زمانے میں ہی کی تھی۔ مجھے بابر شاہین کی کتاب کے نام "شرارتیں" میں بھی شفیق الرحمٰن کی حماقتیں، وغیرہ سے ایک بڑی خوش کن مماثلت نظر آئی بابر شاہین کے ہاں ظرافت کا ایک بھرپور دریائے سوان، اپنے ساون کی طغیانیوں میں موجزن دکھائی دیتا ہے۔ اس کی شرارتیں دل آویز اور سماجی کچو کے خیال انگیز ہیں یہ نوجوان اگر اسی لگن کے ساتھ لکھتا رہا تو کچھ عجب نہیں کہ مزاح نگاری کی ایک ایسی روش کو رواج دے جائے جسے بابری اور شاہینی مزاح کے نام سے پکارا جائے۔

سید ضمیر جعفری

بابر شاہین مزاحیہ ادب میں نووارد ہیں مگر مجھے خوشی ہے کہ انھوں نے صرف چند ماہ میں اپنے پہلے اور بھرپور مزاحیہ مجموعے "شرارتیں" کے ذریعے معیاری مزاح نگاری کی سمت سفر شروع کر دیا ہے میں نے ان کی تحریروں میں سیدھے سادے اسلوب کے ساتھ ساتھ بے ساختگی روانی اور سچائی دیکھی ہے۔ ان کی "شرارتیں" پڑھ کر مجھے یوں لگا جیسے وہ عارضی خوشی پیدا کرنے کے لئے ہنسی کا ماسک چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اگرچہ اردو ادب میں مزاح بہت کم لکھا جا رہا ہے مگر بابر شاہین کا مزاحیہ ادب میں پہلا قدم نہ صرف خوش آئند ہے بلکہ مزاحیہ ادب کے روشن مستقبل کی نوید بھی ہے۔ بابری مزاج اور شاہینی جذبات کے امتزاج نے بابر شاہین کے نام کی طرح اس کے مزاح کو اسقدر باوصف بنا دیا ہے کہ اس کے مزاح سے ہر عمر کے لوگ لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اس میں لطیفے بھی ہیں، چٹکلے بھی اور فکر انگیز طنز بھی، میں سمجھتا ہوں بابر شاہین نے قلم کی نوک کے ذریعے بہت سی کرنیں اکٹھی کر کے انہیں "شرارتیں" کی شکل میں تحریر کر دیا ہے کچھ عجب نہیں کہ اس کی ہر کرن آبیاری کے بعد پھول ایسی دھرتی پر خوشی کے سورج اگا دے۔

عارف فرہاد
کمال آباد راولپنڈی

میں بچپن میں بہت شرارتیں کیا کرتا تھا۔ ابو اکثر مجھے ڈانٹ پلاتے رہتے تھے۔
میرے خیال میں گھٹی کی جگہ بھی انہوں نے مجھے ڈانٹ ہی پلائی ہو گی۔
جب میں ذرا سمجھدار ہوا تو میں نے سوچا کہ اب شرارتیں کرنا کچھ مناسب نہیں
کیوں نہ شرارتیں کرنے کے بجائے "شرارتیں" لکھ دی جائیں۔ کیونکہ شرارتیں کرنے
سے سزا ملے گی جبکہ "شرارتیں لکھنے سے واہ' واہ
"شرارتیں" لکھنے کا مقصد صرف آپ کو ہنسانا ہے۔ رلانا نہیں۔ یہ کتاب آپ پڑھتے
جایئے آپ کو ہنسی آتی جائے گی۔ لیکن بوڑھی عمر کے لوگ اس کتاب کو نہ ہی پڑھیں تو
اچھا ہے کیونکہ اول تو انہیں کتاب پڑھ کر ہنسی آئے گی نہیں اور اگر ہنسی آگئی تو پھر جائے
گی نہیں بلکہ وہ ہنستے ہی چلے جائیں گے۔
اور یہ بات کتاب کے اصل مقصد کے خلاف جاتی ہے۔
لیکن بچے اور جوان اس کتاب کو بلا جھجک پڑھیں۔ کیونکہ اگر انہیں ہنسی آئی بھی تو
ان کے منہ میں جو بتیس (32) دانت ہیں وہ ان کی مدد سے ہنسی روک سکتے ہیں۔

بابر شاہین

ایک ماں اپنے بچے کے بارے میں سخت فکر مند تھی۔ جو ایک سال کا ہونے والا تھا۔ مگر ابھی تک اس نے دانت نہیں نکالے تھے۔ وہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی۔ اور ڈاکٹر سے کہا کہ بچے کی عمر ایک سال ہونے کو ہے لیکن یہ ابھی تک دانت نہیں نکال رہا۔

ڈاکٹر نے بچے کی ماں سے کہا۔

کہ اس کے کان کے قریب "شرارتیں" سنائیں۔

بچہ ضرور دانت نکالنا شروع کر دے گا۔

ایک کرکٹر سے انٹرویو

ہمارے ساتھ ملک کے مایہ ناز کرکٹر اپنی 2 عدد بیویوں کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی بیوی کا نام Slow Wicket ہے۔ جبکہ دوسری بیوی Fast Wicket کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ جو ان کی نئی بیوی ہے۔ آیئے ہم ان کے شوہر (بیٹسمین Batsman کا کرکٹ کی زبان میں انٹرویو لیتے ہیں۔

* آپ Slow Wicket سے Fast Wicket کی طرف کیسے آئے؟

میں نے اپنے کھیل کا آغاز Slow Wicket پر کیا۔ لیکن میں اس کو Wicket Dead (بانجھ عورت) کہوں گا۔ کیوں کہ اس وکٹ پر کئی سالوں تک میری بیٹنگ لائن فیل ہوتی رہی۔ اور میں آوٹ آف فارم (Out of form) رہا میں سلیکشن کمیٹی (ماں، باپ، ساس، سسر) کی توقعات پر پورا نہ اتر سکا۔ تماشائی بھی مجھ سے چوکے، چھکے کی فرمائش کرتے۔

آخر کار میں نے اپنا میڈیکل ٹیسٹ کروایا کیونکہ مجھے شک تھا کہ غلطی بیٹسمین کر رہا ہے۔ لیکن رپورٹ صحیح نکلی۔ پھر میں نے مینجر (ماں، باپ) سے مشورہ مانگا کہ اب مجھے Fast Wicket پر کھیلنے کی اجازت دی جائے۔ مینجر صاحبان نے تھوڑی سی تکرار کے بعد فیصلہ میرے حق میں دے دیا اور ساتھ ہی یہ شرط بھی رکھی کہ تم گاہے گاہے Slow Wicket پر بھی کھیلتے رہو گے۔

Fast Wicket یعنی نئی بیوی میرے لئے بہت کارگر ثابت ہوئی۔ پہلے سیزن میں ہی میں نے ڈبل سنچری سکور کی یعنی جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بھی ہر دورے پر سکور بنتا رہا اور یوں میری ففٹیوں (بیٹیوں اور سنچریوں (بیٹوں) کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ کھیل کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب میرا سکور بہت زیادہ ہو گیا۔

تو مجھے دوبارہ Slow Wicket کی طرف آنا پڑا۔ میں نے مزید سکور بنانا ختم کردیا تاکہ میرا ریکارڈ کوئی اور توڑ سکے۔ کیوں کہ ریکارڈ تو بنتے ہی ٹوٹنے کے لئے ہیں۔ ریکارڈ اتنا بنانا چاہئے کہ پیچھے آنے والا کھلاڑی آسانی سے توڑ سکے۔

* آپ Slow Wicket (پرانی بیوی) اور Fast Wicket (نئی بیوی) سے پہلے کہاں پریکٹس کرتے تھے؟

ظاہر ہے محلے کی گلی کوچوں پر بنی وکٹوں پر ہی اپنی پریکٹس کرتا تھا۔

* دوران کھیل ایک بیٹسمین بار بار بلا تبدیل کرتا ہے۔ آخر کیوں؟

آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ وہ کبھی ایک فرم کے بنائے ہوئے بلے سے کھیلتا ہے اور کبھی کسی دوسری فرم کے بلے سے بلا بازی دکھا رہا ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ کچھ اور ہی دکھا رہا ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ کھیلوں کا سامان تیار کرنے والی مختلف فرمیں اپنے نام کے تشہیر کے لئے بیٹسمینوں سے ایسا کرواتیں ہیں۔ ایک بیٹسمین کھیل کے دوران جتنی بار بلا تبدیل کرتا ہے۔ وہ اس حساب سے اپنا کمیشن وصول کرلیتا ہے اور اس طرح کرکٹ بورڈ پر سرمایہ کا بوجھ بھی کم پڑتا ہے۔ اور (Advertisement) بھی ہو جاتی ہے۔

یعنی ایک تیر سے دو شکار ہو جاتے ہیں۔

* اگر آپ کو Slow یا Fast وکٹ میں سے کسی ایک کو چننا پڑ جائے تو آپ کونسی والی وکٹ کو ترجیح دیں گے۔؟

پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ایسی پابندی زندگی میں کبھی نہ لگے۔ کیوں کہ ایسی پابندی

جھگڑے فساد کا سبب بنے گی۔ بالفرض اگر مجبور کیا گیا تو میں Fast Wicket پر ہی کھیلنے کو ترجیح دوں گا۔ کیونکہ آج کل زمانہ بھی Fast ہے۔

* کرکٹ کے مستقبل کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

ہمارے ہاں ٹیلنٹ (Talent) کی کوئی کمی نہیں ملک میں ٹیلنٹڈ (Talented) یعنی شادی کے قابل لڑکوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ اور دوسرا وکٹیں بھی اچھی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں ان وکٹوں پر کھلایا جائے۔ اب یہ بڑوں کا فرض ہے کہ انہیں موقع دیں۔

* آپ نے چھکے زیادہ لگائے ہیں یا چوکے؟

میں نے چھکے زیادہ لگائے ہیں کیونکہ میرے بیٹوں کی تعداد بیٹیوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

* "سدا نہ باغ بلبل بولے" ایک وقت آپ پر بھی آئے گا جب فاسٹ وکٹ پر بھی آپ رنز نہیں کر سکیں گے۔؟ تو کیا اس وقت ریٹائرمنٹ لے لیں گے۔؟

میں نے تاحیات دونوں وکٹوں پر کھیلنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے چاہے رنز بنیں یا نہ بنیں۔ کیونکہ اگر میں ریٹائر ہو گیا تو ہو سکتا ہے کل کوئی اور کھلاڑی ان وکٹوں پر اپنی پریکٹس شروع کر دے اور یہ بات میرے لئے انا کا مسئلہ بن جائے۔

(طنز و مزاح)

سزا میں نرمی

شاپنگ (Shopping) بیوی اپنی پسند سے کرتی ہے۔ کپڑوں کی خریداری سے لے کر گھر کی ضرورت تک کی ہر چھوٹی بڑی چیز خریدنے میں اس کی پسند شامل ہوتی ہے۔ لیکن جب معاملہ جوتوں کی خریداری کا ہو تو اس وقت اپنی مرضی چلاتا ہوں۔ جو جوتے میری بیوی پسند کرتی ہے ان سے جسم پر نشان پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے میری کوشش ہوتی ہے کہ جوتوں کے تلوے نرم ہوں اور وہ تسمے والے ہوں کیونکہ جتنی دیر تسمے کھول کر جوتا اتارنے میں لگتی ہے اتنی دیر میں ایک پھرتیلا شوہر حفاظتی تدابیر عمل میں لا سکتا ہے وہ تمام ستم رسیدہ شوہر جو میری طرح اپنی بیویوں سے متاثر ہیں۔ وہ میرے مشورے پر عمل کریں۔ اپنی بیگمات کو وہ دنیا بھر کی شاپنگ کرا دیں۔ لیکن ان کے جوتے اپنی مرضی سے خریدیں۔ ایسے جوتے جن کے تلوے نرم ہوں۔ اس طرح وہ سزا سے مکمل طور پر تو بچ نہیں سکتے لیکن سزا میں نرمی ضرور آجائے گی۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے......!

شرفو ہمارا ملازم تھا۔ اس کا پورا نام شریف تھا۔ لیکن وہ پورا شریف بالکل بھی نہیں تھا۔ بلکہ آدھا شریف بھی نہیں تھا۔ کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ شرفو کب اور کہاں پیدا ہوا کیونکہ جب اس نے ہمارے ہاں ملازمت اختیار کی تھی تو اس سے پہلے وہ کہیں اور پیدا ہو چکا تھا۔ دوسرا جب ہم اس سے اس کی تاریخ پیدائش پوچھتے تو وہ اپنی تاریخ وفات بتا دیتا۔

جب ہم شرفو سے پوچھتے کہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ تو سادہ لوح شرفو بڑی ذہانت سے

جواب دیتا کہ ہمیں اپنے ماں باپ کی غلطیوں کو دہرانا نہیں چاہیے۔

ایک بڑا مشہور گیت ہے

یہ وعدہ کرو کہ محبت کریں گے
سدا ایک دوجے کے دل میں رہیں گے

لو وعدہ کیا ہے محبت کریں گے
تمہارے ہوئے ہیں تمہارے رہیں گے

کنوارہ شرفو اس گانے کو کچھ اس طرح گنگناتا رہتا تھا۔

یہ وعدہ کرو کہ بچت ہی کریں گے
سدا ایک دوجے کے دل میں رہیں گے

لو وعدہ کیا کہ بچت ہی کریں گے
کنوارے ہوئے ہیں کنوارے رہیں گے

کنوارے شرفو کے منہ سے جب ہم یہ گیت سنتے تو وہ اور بھی کنوارہ لگنے لگتا۔ شرفو انتہائی سادہ انسان تھا۔ ایک دن سردیوں میں اس کے دانت بج رہے تھے۔ گانے بجانے کے وہ بہت خلاف تھا اس نے منہ میں دہکتا ہوا انگارہ رکھ لیا۔ اس سے دانت بجنا تو بند ہو گئے مگر بے چارے کی زبان ہمیشہ کے لئے کالی ہو گئی۔

میں صبح کا تازہ اخبار ضرور پڑھتا ہوں۔ ایک دن میں نے شرفو سے اخبار مانگا تو وہ کچھ گیلا گیلا لگا۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگا مجھے پتا تھا آج چھٹی کا دن ہے۔ صاحب دیر سے بستر چھوڑیں گے اس لئے میں نے اخبار فریج میں رکھ دیا تھا۔ تاکہ باسی نہ ہو جائے اور جب صاحب اٹھیں گے تو اس وقت تازہ تازہ پیش کروں گا۔ ایک دن میں نے شرفو کو خط دیا کہ اسے لیٹر بکس میں ڈال آؤ۔ جب وہ G.P.O پہنچا تو وہاں پر اس نے تین طرح کے لیٹر بکس دیکھے۔ ایک پر لکھا ہوا تھا "مقامی" دوسرے پر "اندرونی" اور تیسرے پر "بیرونی" وہ

شش و پنج میں پڑ گیا اور یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ خط کس بکس میں ڈالنا ہے۔ آخر کار اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے لفافے کے تین ٹکڑے کئے اور ہر ڈبے میں ایک ایک ٹکڑا ڈال آیا۔

ایک دفعہ ہم نئے گھر میں شفٹ ہوئے تو میں نے صبح دفتر جاتے ہوئے شرفو سے کہا T.V وغیرہ میرے کمرے میں لگا دینا۔ جب دفتر سے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شرفو نے T.V چھت پر لگا دیا اور انٹینا کمرے میں رکھ دیا۔

جب میں نے اسے ڈانٹ پلائی کہ تم نے یہ بیوقوفی کیوں کہ تو کہنے لگا صاحب جی انٹینا کا رخ موڑنے کے لئے مجھے چھت پر بار بار جانا پڑتا تھا اب آپ چھت پر آرام سے T.V دیکھیں میں کمرے میں آرام سے انٹینا کا رخ موڑتا رہوں گا۔

وہ ٹیکنیکل کاموں میں خواہ مخواہ پنگے لیا کرتا تھا۔ ایک دن چھت پر دو انٹینے دیکھ کر میں نے اس سے پوچھا کہ ایک انٹینا تو T.V کا ہے لیکن دوسرا انٹینا کس کا ہے؟ تو کہنے لگا یہ دوسرا انٹینا میں نے فریج کا لگایا ہے۔ وہ مجھے سکول کے بچوں کی طرح سمجھانے لگا۔ کہ اگر اس انٹینا کا رخ مری کی طرف کریں گے تو فریج چیزوں کو ٹھنڈا کرے گی لیکن صاحب جی انٹینا کا رخ جیکب آباد یا ملتان کی طرف کبھی نہ موڑنا ورنہ فریج میں رکھی ہوئی چیزیں گرم ہونا شروع ہو جائیں گی۔ شرفو کی زندگی اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

شرفو اب ہم میں نہیں ہے لیکن وہ اپنی باتوں کی وجہ سے ابھی تک ہمارے دلوں میں زندہ ہے۔

شرفو کی موت کے متعلق دو روایات ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق وہ کوزے میں دریا بند کر رہا تھا کہ اسی اثناء میں پاؤں پھسلا اور اس طرح پانی میں مل کر پانی پانی ہو گیا۔

جبکہ دوسری روایت کے مطابق وہ زمین و آسمان کی قلابیں ملا رہا تھا کہ سیڑھی پر سے پاؤں پھسل گیا اور اس طرح خاک میں مل کر خاک ہو گیا۔

یہ ریڈیو گپستان ہے

This is Radio Gappistan.

پاکستان کا معیاری وقت

منہ کے 32 دانت بجے ہیں۔

.... سے خبریں سنیں

آج صدر مملکت نے دل کا دورہ کیا۔ دل کے چاروں خانوں کو صدر کی آمد سے دو روز قبل ہی دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔ دل کو جانے والے تمام راستوں پر پولیس C.I.A کی گاڑیاں گشت کرتی رہیں۔ صدر کی آمد پر رنگ برنگے غبارے چھوڑے گئے۔ جنہیں پیٹ کی گیس سے بھرا گیا تھا۔ چھوٹی آنت اور بڑی آنت نے معزز مہمان کو گل دستے پیش کیے۔ صدر اپنے جگری یار جگر سے بھی ملے۔ اور اس کے کام سے بہت متاثر ہوئے۔ صدر نے جگر کی گرمی دور کرنے کے لئے A.C لگوانے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ ہمارے خصوصی نمائندے نے بتایا کہ یہ صدر مملکت کا دل کا پہلا دورہ ہے۔ لہٰذا ابھی تشویش کی کوئی بات نہیں۔

آج آبادی کا عالمی دن منایا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ایک سرکاری اہل کار نے کہا کہ اگر ملک کی آبادی اسی برق رفتاری ~~سے~~ بڑھتی رہی تو خدشہ ہے کہ حکومت تمام بیگمات کو قومی تحویل میں لے لے۔

"یہ خبریں آپ دونوں کانوں سے سن رہے ہیں۔"

حکومت کی طرف سے ایک بیان جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت ملک میں جابجا ایسے اسٹورز (Stores) قائم کرے گی جہاں پر زہر مفت مل سکے گا۔ اس طرح وہ تمام غریب جو غربت سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور زہر کھا کر مرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پیسہ نہ

ہونے کی وجہ سے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا نہیں سکتے۔ اب وہ ایسا کر سکیں گے۔ اس طرح ملک سے بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ فلائنگ کوچ کے حادثے میں 10 جانیں اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ جبکہ 20 زخمیوں کو ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ جن میں سے آدھے زخمی اللہ کو پیارے ہو گئے اور باقی آدھے نرسوں کو پیارے ہو گئے۔

"یہ خبریں ریڈیو گپستان سے حشر نشر ہو رہی ہیں"

ہمارے نمائندے نے اطلاع دی ہے کہ ایک اسکول میں معیار تعلیم گرنے سے ایک ہی خاندان کے تین بچے بری طرح فیل ہو گئے ہیں۔

وزیر تعلیم نے سوگوار خاندان سے دلی رنج کا اظہار کیا اور بچوں کے لئے ٹیوٹر کا انتظام کیا۔

ہمارے نمائندے کی اطلاع کے مطابق شاعروں کے تحفظ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اپنی درج ذیل شفارشات حکومت کو پیش کرے گی۔

1- شاعر اپنا کلام سناتے وقت ہیلمٹ لازمی پہنے گا۔

2- جس علاقے میں مشاعرہ منعقد ہو ایک گھنٹہ قبل اس علاقے میں تمام سبزی کی دوکانیں بند کر دی جائیں۔

3- دوران مشاعرہ علاقے کی تمام بیکریوں میں انڈوں کی سپلائی روک دی جائے

4- جو لوگ مشاعرہ سننے آئیں وہ جوتے گھر میں ہی چھوڑ آئیں۔

5- سبحان اللہ' واہ' واہ بہت خوب کیا کہہ رہے ہیں۔ اور اس طرح کے بہت سے اور تعریفی الفاظ جو داد دیتے وقت بولے جاتے ہیں ان کی کیسٹی بھری جائیں بالفرض اگر دوران مشاعرہ سامعین سوجائیں تو فوراً" کیسٹ لگا دی جائے۔ تاکہ سماں بندھا رہے۔ مشاعرہ جما رہے اور شاعر کو داد ملتی رہے۔

موسم = محکمہ موسمیات نے پیش گوئی کی ہے کہ آئندہ 24 گھنٹوں کے دوران یا موسم

خشک رہے گا یا ابر آلود اور بارش ہونے کا امکان ہے۔

تجارتی خبریں = آج صبح دفتروں میں رشوت کا تناسب 99% رہا۔

جبکہ شام کو سفارش کا تناسب 88% ریکارڈ کیا گیا۔

آج ٹریفک پولیس کے سودے فی گاڑی 30 روپے سے شروع ہو کر 50 روپے فی گاڑی پر بند ہوئے۔ مجموعی طور پر مندے کا رجحان رہا۔ کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور کالج کے ایک لڑکے سے لڑائی ہونے کی وجہ سے ہڑتال پر رہے۔

اور اس کے ساتھ ہی اب تک کی خبریں ختم ہوئیں

"ناچ"

جس طرح مسلمانوں کے ہاں ناچنا برا سمجھا جاتا ہے۔ حیوانوں کے معاشرے میں بھی اسے اچھا نہیں گردانا جاتا۔ مور جنگل میں ناچتا ہے بازاروں میں نہیں۔ ایک ایکٹریس کے پیٹ میں بھوک سے چوہے ناچ رہے تھے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ ہائے اللہ! یہ چوہے کتنے غیرت والے ہیں جو پیٹ میں ناچ رہے ہیں اور میں اسٹیج پر سب کے سامنے ناچتی ہوں۔ مانا کہ بھوک انسان سے بہت کچھ کروا دیتی ہے۔ انسان انسان کو قتل کر دیتا ہے۔ ایک سپاہی پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیئے ہی چوراہے پر ناچ رہا ہوتا ہے۔

ناچنا ہماری خصلت میں شامل ہے۔ ایک کامیاب فلمی اداکارہ وہی ثابت ہوئی ہے جو ناچنا بھی جانتی ہو ورنہ "ناچ نہ جانے فلم فلاپ" اور ناچنے کے ساتھ نچانا بھی ایک فن ہے۔ کامیاب بیوی وہی ثابت ہو سکتی ہے۔

جو انگلی کے اشارے پر شوہر کو نچا سکتی ہو۔ کہتے ہیں انسان نے یہ فن جانوروں کو منتقل کر دیا ہے۔ ہارس اینڈ کیٹل شو میں آپ نے جانوروں کو ناچتے دیکھا ہو گا۔ یہ انسان کی صحبت کا اثر ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ بری صحبت سے بچنا چاہئے۔ بعض لوگوں کو یہ

خوش فہمی لاحق ہے کہ جسم سمارٹ رکھنے کے لئے ناچنا مفید ہے مور کی ٹانگیں اس کا بین ثبوت ہیں۔

بیوٹی پارلر سے براہ راست

ہم آپ کو بیوٹی پارلر لیئے چلتے ہیں۔ جہاں ایک (دلہن جس نے شوہر کے ساتھ کشتی لڑنی ہے) کو دلہن بنانے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ اکھاڑے میں اترنے والی کھلاڑن کیسی ہے؟ اس کی تفصیل جاننے کے لئے آپ ایک ایسے مکان کا نقشہ ذہن نشین کر لیں جس کی کوئی اینٹ تو باہر کی طرف نکلی ہوئی ہو اور کوئی اینٹ اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہو یا گارہ ایسے بہہ رہا ہو جیسے سکول کے بچے کی ناک بہہ رہی ہو۔ تو ایسے مکان کو پلستر کرنا اور پھر پینٹ کرنا کافی وقت طلب اور کٹھن مرحلہ ہے۔

بیوٹی پارلر بھی کچھ اسی قسم کے مسئلے سے دو چار ہے کیونکہ

لڑکی کالی ہے

کرماں والی ہے　　　　ہونٹ موٹے ہیں

گال پچکے ہیں　　　　مقدر کھوٹے ہیں

دیر صدقے ہیں

ماں کا اصرار ہے کہ میری بیٹی کو دلہن بنایا جائے۔ لیکن لڑکی کی بناوٹ دیکھ کر بیوٹی پارلر اس بات پر اڑی ہوئی ہے کہ اسے دلہا بنانے میں زیادہ آسانی رہے گی۔ دونوں میں یہی بحث و تکرار ہو رہی تھی کہ لڑکے والوں کی طرف سے پیغام آ گیا کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے لڑکی کو دلہن بنانے کے لئے تیار کیا جائے۔ ورنہ تاخیر کی صورت میں دلہا میاں کی شادی کی عمر گزر جائے گی جو ابھی پچاس (50) سے تجاوز کرنے والی ہے۔

عجیب اتفاق

میں اور میرا دوست شہباز جہلم کے پل پر ٹہل رہے تھے، جب ہم دونوں پل کے وسط تک پہنچے تو شہباز نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یار تم جانتے ہو۔ پچھلے سال یہ پل گر گیا تھا۔ میں نے کہا! جی ہاں پل گرنے کی خبر تقریباً" تمام اخبارات نے شائع کی تھی اور P.T.V کے خبرنامہ میں بھی دو روز تک اس پل کے متعلق آتا رہا پھر اس نے سرد آہ بھر کہ کہا جب یہ پل ٹوٹا تھا۔

ٹھیک اسی سال، اسی ماہ، اسی دن میری منگنی بھی ٹوٹی تھی۔ میں نے کہا عجیب اتفاق ہے پل ٹوٹنے کا منگنی ٹوٹنے سے کیا تعلق۔

اس نے کہا بہت گہرا تعلق ہے۔ میرے دوست جس دن میری بارات لاہور جانی تھی۔ ٹھیک اسی دن ہمیں راستے میں معلوم ہوا کہ پل ٹوٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بارات لاہور نہ جا سکی کیونکہ ہمارے سامنے کوئی متبادل راستہ بھی نہ تھا لیکن لڑکی والوں کے سامنے بہت سے متبادل راستے تھے انہوں نے شام چار بجے تک بارات کا انتظار کیا اور اس کے بعد اپنی بیٹی کی منگنی مجھ سے توڑ کر اسی دن اپنے ایک اور رشتہ دار کے ساتھ کر دی اور اسے رخصت کر دیا۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی تھی میں نے اپنے غم زدہ دوست کو تسلی دی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا کہ میں اپنے دوست کی شادی اب ایسے شہر میں کراؤں گا جہاں راستے میں کوئی پل نہ آتا ہو۔

آجکل میں اپنے اسی دوست کا پل پل انتظار کرتا ہوں۔

دودھ

دودھ کو قدرت نے شروع ہی سے سفید رنگ و روپ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوا۔

دودھ کے دانت بھی ہوتے ہیں جو ہماری بینگ لائن کی طرح کچھ زیادہ مضبوط نہیں ہوتے اور یکے بعد دیگرے گرتے رہتے ہیں۔

- دودھ سے مکھن بھی بنایا جاتا ہے جو مختلف قسم کے کام نکلوانے کے لئے مناسب موقعوں پر لگایا جاتا ہے۔

- ویسے تو گائے اور بھینس بہت زیادہ دودھ دیتی ہے لیکن ہمارے ہاں گوالا ان سے بھی زیادہ دودھ دیتا ہے۔

فرہاد نے جذبات میں آکر اپنی شیریں کے لئے پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالی تھی۔ لیکن اگر وہ عقل مند ہوتا تو ایک دو بھینیں اسے خرید کر دے دیتا۔ اس طرح نہر کھودنے میں اسے جو محنت کرنی پڑی تھی اس سے بچ جاتا اور شیریں بھی خوش ہو جاتی۔

حال ہی میں حکومت نے بھینسوں پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ لیکن گوالوں نے یہ بات بھینسوں سے پوشیدہ رکھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر بھینسوں کو لگ پتا گیا" کہ ان پر 100 روپے سالانہ کے حساب سے ٹیکس لگا ہے تو کہیں اس غم میں ان کا دودھ ہی نہ سوکھ جائے۔

اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنا

میں تمہارا خون پی جاؤں گا' یہ ایسی دھمکی ہے جس کا مچھروں کی طرف سے انسانوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مانا کہ خون کرنا انسانوں کا کھیل ہے۔ لیکن خون پینا مچھروں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ہم تو صرف غصے میں خون کے گھونٹ پیتے ہیں۔ مگر وہ اصلی اور خالص خون پیتے ہیں۔ مچھروں سے بچاؤ کے لئے ہم بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں میری تو عادت گئی ہے کہ میں ہمیشہ مچھردانی کے اندر سوتا ہوں۔ ایک رات میں اپنی مچھردانی میں سویا ہوا تھا۔ حالانکہ مچھردانی کے باہر ایک تختی آویزاں تھی۔ جس پر لکھا تھا " مچھروں کا داخلہ منع ہے" لیکن پھر بھی ایک مچھر چور دروازے سے چیختا چلاتا اندر آگھسا۔ وہ شاید چٹا ان پڑھ تھا کیونکہ اگر وہ لکھا' پڑھا بابو ہوتا تو تختی پر لکھی عبارت پڑھ کر واپسی کی راہ لیتا۔ یہاں میں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ حیوانات و حشرات میں صرف چوہوں کا طبقہ ہی پڑھا لکھا ہے جن کے پاس اتنی تعلیم ہے کہ وہ بل وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن مچھروں کے لئے بھی تعلیم کے دروازے کھلے ہیں اور اگر ان پر تعلیم کے دروازے بند بھی کر دیئے جائیں تو بھی وہ چھوٹے سے سوراخ سے' کلاس میں آسکتے ہیں۔ پیریڈ لگا سکتے ہیں۔ لیکچر سن سکتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ایک اچھا اسٹوڈنٹ کہلوا سکتے ہیں۔

میرے بستر پر آنے والا مذکورہ بالا مچھر ان پڑھ ہی سہی لیکن وہ آداب سے خوب آشنا تھا۔ سب سے پہلے دبے پاؤں آکر اس نے میرے پاؤں کو چھوا پھر ہاتھوں کو چوما اس کے بعد میرے منہ پر بوسہ دینے کے لئے اپنا منہ قریب لایا۔ اب اگر میں چاہتا تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لیتا یا مکھ موڑ لیتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مچھر کو بوسہ لینے دیا۔ کیونکہ میں اس ننھی سی جان کا دل توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہ سوچنے

پر مجبور ہو جائے کہ انسان کتنے مغرور ہوتے ہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ میرے بارے میں اچھا تاثر لے کر جائے اور جب اپنی برادری کے سامنے انسانوں کا ذکر کرے تو اچھے الفاظ میں کرے۔

ویسے تو قدرت نے مچھر کی آواز اتنی بلند رکھی ہے جسے انسانی کان برداشت کر سکے۔ لیکن جس مچھر کے ساتھ میرا واسطہ پڑا اس کی آواز کچھ زیادہ ہی تیز تھی۔ میرا خیال ہے اس کا سائی لینسر (Silencer) پھٹا ہوا تھا' میں کانوں میں انگلیاں بھی نہیں ٹھونس سکتا تھا۔ کہ کہیں آنے والا۔

مہمان مچھر مائنڈ (Mind) ہی نہ کر جائے۔

میں مچھر دانی کا پردہ اٹھا کر اسے دونوں کانوں سے پکڑ کر باہر بھی نکال سکتا تھا۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ جس طرح صابن دانی میں صابن ہوتا ہے اور نمک دانی میں نمک ہوتا ہے اسی طرح مچھر دانی میں بھی مچھر ہونا چاہئے میں نے اس کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور اسے سوری (Sorry) کہتا ہوا مچھر دانی سے باہر کھسک آیا۔

کمرہ امتحان

کمرہ امتحان میں جو لڑکے پیپر دینے آتے ہیں انکو ہم تین گروپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا گروپ ان لڑکوں سے تعلق رکھتا ہے جو خوب تیاری کر کے آتے ہیں۔ اور اپنے سبق کی یاد دھانی کے لئے دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ ان کو اپنی محنت کا پھل ضرور ملتا ہے۔ یہ بعد میں ڈاکٹر انجینئر اور پروفیسر بن کر ملک کی خدمت کرتے ہیں۔

جبکہ دوسرا گروپ ایسے لڑکوں پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر کھلاڑی یا امیروں کے بچے ہوتے ہیں۔ یہ کمرہ امتحان میں رنگ برنگے لباس کے ساتھ آتے ہیں۔ جیسے شادی پر آئے ہوں۔ ان میں اکثر لڑکے کاغذ، قلم کے بغیر ہی وارد ہوتے ہیں۔ اور

مومن ہے تو لڑتا ہے بے تیغ سپاہی

کی مثال نظر آرہے ہوتے ہیں۔ جیسے ہی یہ پیپر کا دیدار کرتے ہیں ان کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ جس سے پورے سال کا بخار فوراً" اتر جاتا ہے۔ ایسے لڑکے دو یا تین سوال ہی کر پاتے ہیں اور تیسری پوزشن لے کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ انھیں بہت زیادہ پیاس لگتی ہے۔ اور پیشاب بھی کثرت سے آتا ہے۔

یہ آدھا وقت کمرہ امتحان میں اور آدھا غسل خانے میں گزارتے ہیں۔ ان کی کھوپڑی عقل سے خالی اور جیبیں نقل سے بھری ہوتیں ہیں۔ یہ لڑکے بعد میں اسی اسکول یا کالج کے گیٹ کے سامنے ریڑھی لگا لیتے ہیں اور فالودہ' قلفی یا ٹھنڈا مشروب وغیرہ بیچ کر اپنے جذبات ٹھنڈے کرتے رہتے ہین۔

تیسرا گروپ ان لڑکوں کا ہے جو تک بازی کے ماہر مانے جاتے ہیں انکا کام آنسر شیٹ (Answer Sheet) کا منہ کالا کرنا ہی ہوتا ہے۔ یہ بعد میں کچھ اور بنیں یا نہ بنیں لیکن شاعر بن کر اپنی کوئی نظم اپنی کسی دوشیزہ کو سنانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ غصے کے ساتھ "کالے منہ والا" کہہ کر پاس سے گزر جاتی ہے۔

پردہ

بیٹیوں میں پردے کی عادت ڈالنا اچھی بات ہے۔ لیکن یہ بہت ہی نازک کلیاں ہوتی ہیں۔ انہیں پیار سے سمجھانا چاہئے۔ میرے کلینک میں ایک خوبرو لڑکی آئی جو بمشکل سولہ سترہ سال کی ہو گی۔ میں نے اس کا چیک اپ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے کان کا پردہ پھٹ چکا ہے۔ میں نے لڑکی سے پوچھا کہ ایسا کیونکر ہوا؟ وہ کہنے لگی یہ پردے کی بات ہے۔ میں سب کے سامنے نہیں کہہ سکتی۔ میں نے جلدی جلدی دوسرے مریضوں کو چیک کیا اور جب سب مریض دیکھ لئے تو میں نے اپنا سوال دوہرایا اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کھڑکی کا پردہ بھی گرا دیا اور جب وہ ہر طرف سے مطمئن ہو گئی تو آہوں اور سسکیوں کے ساتھ یوں گویا ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب بات تو پردے کی ہے لیکن چونکہ ایک ڈاکٹر اور مریض کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ اس لئے میں بتائے دیتی ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ایک دن میرے ابو کے دوست آئے ہوئے تھے میں ان کے سامنے ننھی بچیوں کی طرح پھرتی رہی اور جب وہ چلے گئے تو بعد میں ابو نے مجھے ڈانٹ پلائی کہ اب تم بچی نہیں رہی ہو پردہ کیا کرو۔ یہ الفاظ تو اتنے سخت نہ تھے لیکن ابو کی آواز البتہ ضرور گرج دار تھی جس سے میرے کان کا پردہ پھٹ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی مجھے پردہ کی اہمیت کا احساس ہوا۔

سائنس کا کرشمہ

شبو کی رخصتی کے بعد اس کی ماں اپنے شوہر کے ساتھ نوک جھونک کرتی رہتی ہے۔ کہ ہم نے پوری پچاس دیگیں پکائیں اور پھر بھی براتی بھوکے چلے گئے۔ یہاں تک کہ دلہن کی سہیلیوں کے لئے کھانا ہوٹل سے منگوانا پڑا۔ پتا نہیں پچاس دیگیں کدھر گئیں۔ زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ وہ بولے چلی جا رہی تھی۔ فرحان میاں نے بات کاٹتے ہوئے کہا! ہم نے پچاس دیگیں پکا کر کونسا تیر مارا ہے آج کل اتنی دیگیں تو لوگ منگنی اور نکاح کی رسموں پر پکا دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ تو اچھا ہوا کہ ہماری شبو کا نکاح ٹیلی فون پر ہی ہو گیا تھا کیونکہ لڑکا اس وقت امریکہ میں تھا۔ اس پر بیگم کچھ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے اور کہتی ہے ! ہاں فرحان میاں بات تو تم ٹھیک ہی کہتے ہو لیکن یہ سب کچھ سائنس کی ترقی ہی کی بدولت ہوا۔ میں تو دن رات دعائیں مانگوں گی کہ سائنس اتنی ترقی کرے اتنی ترقی کرے کہ اب رخصتی بھی ٹیلی فون پر ہی ہو جایا کرے۔

عمراور تنخواہ چھپائے نہیں چھپتی

کسی عورت کی صحیح عمر معلوم کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اور یہ کام اس وقت اور بھی کھٹائی میں پڑ جاتا ہے جبکہ عورت زندہ ہو۔ یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ عورت اپنی عمر چھپاتی ہے اور مرد تنخواہ۔

لیکن عورت اپنی عمر چھپانے کے لئے میک اپ کا سہارا لیتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی

آدھی تنخواہ میک آپ کا سامان خریدنے پر خرچ کر دیتی ہے اور باقی آدھی تنخواہ سے بمشکل مہینہ کٹتا ہے۔ ایک مرد اپنی تنخواہ چھپاتا ہے تو اس میں مصلحت ہوتی ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اگر ساری تنخواہ بیوی کے ہاتھ تھما دی تو وہ میک اپ کا سامان ہی خریدے گی۔ لیکن جب ایک عورت عمر چھپاتی ہے تو اس وقت کونسی مصلحت سامنے ہوتی ہے۔؟

ایک دفعہ میری بیوی کی بہت ہی قریبی سہیلی آئی یہ دونوں آپس میں بہت پیار کرتی ہیں۔ کسی بات پر اس نے میری بیگم سے کہا! اللہ کرے تجھے میری بھی عمر لگ جائے۔

جب یہ آواز میرے کانوں میں پڑی تو میں نے کہا! بھابی آپ انہیں یہ دعا دے کر ان کے ساتھ کچھ اچھا نہیں کر رہیں۔ کیونکہ یہ پہلے ہی اپنی عمر چھپا رہی ہیں اور اس کام کے لئے میں اپنی آدھی تنخواہ وقف کر چکا ہوں۔

میں میک اپ کے بالکل ہی خلاف نہیں۔ ہفتے میں ایک دو بار میک اپ کرنا چاہیے اس کے علاوہ بیاہ شادی کی تقریبات میں شرکت کرنے کے لئے عورتیں ہلکا میک اپ کر

سکتی ہیں۔ لیکن روزانہ کا میک اپ نقصان کا باعث بنتا ہے۔

میں آپکو ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ میرے ایک دوست کی بیوی بے تحاشہ میک اپ کرتی تھی۔ کیونکہ میرا دوست متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور اپنی بیوی سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔ اس لئے وہ اپنی بیوی کو اس طرح منع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ کہیں اس کا دل ہی نہ ٹوٹ جائے۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے جھوٹ موٹ اپنی بیوی سے کہا۔ بیگم ایک حادثے میں میری آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہے۔

اب میں تمہیں دیکھ نہیں سکوں گا۔ بیگم تم جانتی ہی ہو ہر عورت اپنے شوہر کے لئے بنتی سنورتی ہے۔ لہٰذا تم اب میک اپ نہیں کروگی۔ کیونکہ تمہیں دیکھنے والا تمہیں دیکھنے سے محروم ہو گیا ہے۔ وفادار بیوی نے شوہر کی رضا پر سر تسلیم خم کر دیا۔

لیکن جب میرے دوست کی بیوی نے متواتر چار' پانچ دن میک اپ نہ کیا تو اس کے بعد جو رنگ و روپ اس نے نکالا اسے دیکھ کر میرا دوست سچ مچ اندھا اور پاگل ہو گیا ہے۔

اپنے دوست کے واقعے سے میں نے سبق سیکھا ہے اور اپنی بیوی کو میک اپ کرنے سے زیادہ منع نہیں کرتا۔"

ہنستا ہوا خط

پیارے دوست

السلام و علیکم

کے بعد عرض ہے کہ میں ایمرجنسی وارڈ میں بالکل خیریت سے ہوں تم اپنی خیریت سے آگاہ کرو۔

عرصہ دراز ہوا تمہارا کوئی خط نہیں ملا۔ جس طرح پاکستان ریلوے اکثر لیٹ آتی ہے۔ تمہارے خط بھی دیر سے ملتے ہیں۔ تمہاری یاد میرے دل میں اس طرح رہتی ہے جس طرح بجلی کی لوڈشیڈنگ کئی کئی گھنٹے رہتی ہے۔ تمہاری خواہش کے مطابق کچی پنسل سے خط لکھ رہا ہوں تم ربڑ سے مٹا کر اس کاغذ پر جواب لکھ دینا۔ یعنی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ورنہ میں سمجھوں گا تمہارا کوئی جواب ہی نہیں۔

اگر تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں تو بے رنگ ہی لکھ دیا کرو میں رنگ اپنی مرضی سے بھر لیا کروں گا۔ لیکن میں تم کو کبھی بے رنگ نہیں لکھوں گا۔ کہیں بے رنگ خط پا کر تمہارا رنگ ہی نہ اڑ جائے۔

تم واقعی بہت خوش قسمت ہو، کالج کے پرانے دوست تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔ اب ان کے نام کیا بتاؤں تم تو جانتے ہی ہو۔ جن جن سے تم نے قرض لے رکھا ہے۔

تم میرے خط سے کیڑے نکالنے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ تمہیں ناکامی ہو گی کیونکہ میں نے خط لکھنے سے پہلے لیٹر پیڈ (Letter Pad) پر اچھی طرح سے کیڑے مار دوا کا اسپرے کر دیا ہے۔ اگر خط لکھنے میں کوئی بھول بھلیاں ہو گئیں تو میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم مانگنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ لہذا میں آخر میں اجازت بھی نہیں مانگوں گا۔

پیار کا پیاسا خاوند

میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں۔ ان دو سالوں میں دو بچے بھی ہو گئے ہیں لیکن اس طویل مدت میں (طویل مدت اس لئے کہہ رہا ہوں کہ شاید کنواروں کے لئے یہ دو سال ہی ہوں لیکن شادی شدہ لوگوں کے لئے یہ دو سال بھی پہاڑ لگتے ہیں) جہاں میں اپنی بیوی کی پکی کھا رہا ہوں وہاں میں یہ پھکی بھی کھا رہا ہوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے۔ میں پیار کے بدلے پیار کا خواہش مند ہوں لیکن وہ پیار کے بدلے روٹی پر ٹال دیتی ہے۔ جب کبھی میں بیمار پڑتا ہوں وہ مجھے زبردستی دوا پلاتی ہے۔ اللہ سے میری جلد صحت یابی کے لئے دعائیں مانگتی ہے اور میں بستر پر پڑا اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہوں کہ رخشندہ مجھ سے پیار کرتی ہے۔ مجھے کس قدر چاہتی ہے۔ میرے لئے کتنی پریشان رہتی ہے۔ مگر مجھ بھولے کو کیا معلوم کہ اس تیمارداری کے پیچھے کیا مقصد ہے۔ یہی نا کہ اگر میں بستر پر پڑ گیا تو اس کی مٹھی پر کون پیسے لا کر دھرے گا۔ میرے بغیر گھر کا چولہا ٹھنڈا پڑ جائے گا۔

ابھی پچھلے ہی دنوں مجھے ایک کام کے سلسلے میں دوسرے شہر جانا پڑا رخصت کے وقت میں نے اپنے دونوں بچوں کو باری باری سینے سے لگایا اور انہیں پیار کیا۔ پھر میں نے رخشندہ کی طرف دیکھا۔ خلاف توقع اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ میرے اندر خوشی سے لڈو پھوٹنے لگے کہ چلو زندگی کے کسی موڑ پر تو اس کے دل میں میرے لئے محبت کی کلی کھل اٹھی ہے۔

اب وہ رت آئی کہ جس میں پیار کے بدلے پیار کی خواہش ہوئی

بہت زیادہ نہ سہی آٹے میں نمک کے برابر ہی سہی۔ میں نے رخشندہ کے آنسو پونچھے اور اسے تسلی دی کہ مجھے دوسرے شہر کچھ ضروری کام نمٹانے ہیں۔ انشاء اللہ اب میں جلد

لوٹنے کی کوشش کروں گا۔ پہلے تو میں ریل پر جا رہا تھا۔ لیکن اب جہاز پر ہی سفر کروں گا۔ کیونکہ اب میں زیادہ عرصہ تم سے جدا نہیں رہ سکتا مجھ سے تمہاری آنکھ میں یہ آنسو دیکھے نہیں جاتے۔

اس طرح آنسو بہانے سے تمہارا میک اپ اتر جائے گا اور تمہارا یہ دیوانہ جیتے جی قبر میں اتر جائے گا۔

پلیز رخشندہ اپنے آنسو پونچھ لو۔ مجھے اس طرح تو رخصت نہ کرو تمہیں یوں دیکھ کر بچوں کے دل پر کیا بیتے گی۔ میں نے کہا سنو میں جلد لوٹ آؤں گا۔

لیکن اس وقت مجھے ایسا لگا جیسے میرے پاؤں سے زمین نکل گئی ہو۔ میں ہر بار کی طرح اب بھی دھوکا کھا گیا۔ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ رخشندہ کہہ رہی تھی؟

کوئی ضرورت نہیں تمہیں ہوائی جہاز سے سفر کرنے کی بلکہ تم ریل گاڑی پر بھی نہ جاؤ۔ تانگے پر ٹچکوں، ٹچکوں کرتے جاؤ اور جب مرضی ہوئی تو واپس آنا۔ میں تمہارے آنے تک بچوں کو لے کر میکے جا رہی ہوں۔

اور سنو!

میری آنکھوں میں تمہارے لئے نہ خوشی کے آنسو ہیں اور نہ غمی کے، میں تو پیاز کاٹ کر آرہی تھی"

میں نے سوچا جب تم باہر نکل جاؤ تو دروازے کو اچھی طرح سے کنڈی لگا دوں تاکہ بچے باہر نہ نکل جائیں۔

نیند اور شیطان

کہتے ہیں نیندر تے سولی تے وی آجاندی ایہہ'

لیکن نیند آنے میں شیطان کی مرضی بھی شامل ہوتی ہے۔ اگر رات کو T.V. پر کوئی فلم آرہی ہو۔ تو آپ رات گیارہ بجے تک پہلے تو فلم لگنے کا انتظار کریں گے اور پھر مزید تین گھنٹے پوری فلم دیکھنے میں گزاریں گے۔ آپ کو اونگھ تک نہیں آئے گی۔ آپ پلکیں جھپکے بغیر پوری فلم دیکھ لیں گے۔ اپنے آپ کو پوری طرح 'الرٹ' رکھنے کے لئے ہر وقفے کے ساتھ چائے کی چسکیاں بھی لیتے رہیں گے۔ جب تک 'The End' لکھا ہوا سکرین پر نہ آجائے آپ کو فلم کے ختم ہونے کا یقین ہی نہیں آئے گا۔ یعنی آپ فلم دیکھنے میں اس قدر غرق ہو جائیں گے کہ آپ کا بیڑا ہی غرق ہو جائے گا۔

"The end" آتے ہی آپ پہلے تو باتھ روم (Bath Room) کی طرف بھاگم بھاگ جائیں گے کیونکہ چائے اس وقت تک ہضم ہو چکی ہو گی اور فلم کے (End) کے ساتھ ساتھ قوت برداشت بھی (End) تک پہنچ چکی ہو گی۔ اس کے فوراً بعد آپ آنکھیں ملتے ملتے بستر پر سو جائیں گے اور صبح ہاتھ ملتے ملتے اٹھ جائیں گے کیونکہ آپ دفتر سے لیٹ ہو چکے ہوں گے۔

پھر آپ نہ صرف شیطان العین کو برا بھلا کہیں گے۔

بلکہ ساتھ اپنے آپ کو بھی کوستے رہیں گے کہ کاش رات کو شیطان اکیلے ہی بیٹھ کر فلم سے لطف اندوز ہو لیتا' اپنے ساتھ ہمیں بھی جگا کر خواہ مخواہ مروا دیا۔

لیکن

"اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

میں اور کبیر

میں اور کبیر آپس میں چچا زاد تھے۔ ہماری پیدائش میں صرف تین منٹ کا وقفہ تھا۔ کبیر مجھ سے تین منٹ بڑا تھا۔

یہ تین منٹ کا وقفہ ہے تو بڑا مختصر لیکن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے دادا نے میرا نام صغیر اور دوسرے کا کبیر رکھ دیا۔ کبیر نہ صرف نام کا کبیر تھا۔ بلکہ اس کی تمام علامتیں امیر زادوں والی تھیں۔

بچپن میں ہمیں مٹی کھانے کی لت پڑ گئی تھی۔ میں ہاتھ سے مٹی کھاتا اور کبیر چمچ سے کھا کر مجھ پر اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کرتا۔ یا کبھی کبھی میں کوئی ایسی بات کر جاتا تو وہ مجھے یاد دلاتا کہ تجھ سے تین منٹ بڑا ہوں۔

مٹی کھانے کی وجہ سے ہمارے باہر جانے پر پابندی لگ گئی۔ گھر والے ہمیں ہر وقت نظروں میں رکھتے۔ لیکن جب بھی ہمیں موقع ملتا ہم صحن اکھاڑ اکھاڑ کر مٹی نکالتے اور پھر مزے لے لے کر کھاتے۔ ہماری مٹی کھانے کی رفتار دیکھ کر دادا جی نے پیشن گوئی کی تھی کہ اگر ان دونوں کی مٹی کی رفتار یہی رہی تو چند ہی دنوں میں یہ صحن تالاب میں تبدیل ہو جائے گا۔

دادا جب کبھی شہر جاتے تو بہت سارا فروٹ لے کر لوٹتے۔ جب ہم چھپڑے میں سیب مالٹے اور کیلے کی پھلیاں تو دیکھتے لیکن مٹی کی ڈلیاں نہ دیکھتے تو غصے سے سارا فروٹ چار پائیوں کے نیچے ادھر ادھر پھینک دیتے۔

مٹی ہماری مرغوب غذا تھی۔ اگر اس وقت ہمارے کان میں یہ بات ڈال دی جاتی کہ انسان بھی مٹی سے بنا ہے۔ تو ہم آدم زاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے آدم خور بھی ہوتے۔

ہم دونوں کے پیٹ مٹی کھانے سے بڑھ چکے تھے۔ اور اگر کسی اجنبی کی نظریں ہم پر پڑتیں تو وہ یہی خیال کرتا کہ یہ دونوں بچے کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک دن دادا ہمیں ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ اور ڈاکٹر کو بتایا کہ ان دونوں نے اب صحن کو اکھاڑ اکھاڑ کر مٹی کھانی شروع کر دی ہے آپ ان کے لئے کوئی ایسی دوا تجویز کریں جس سے ان کی مٹی کھانے کی عادت چھوٹ جائے۔ لیکن ڈاکٹر نے انکشاف کیا کہ اس مرض کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے پاس اس کا علاج ہے

آپ صحن اور کمروں میں چپس ڈلوا لیں۔

"نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"

اس کے باوجود کہ یہ ایک مہنگا ترین طریقہ علاج تھا۔ لیکن دادا نے ایسا کر دکھایا۔ لیکن اگر ڈاکٹر صاحب مٹی چھڑانے کا یہ طریقہ کسی غریب باپ کے بیٹے کے لئے بتاتے تو جب تک اس کا باپ گھر کا فرش پکا کرتا اس کا بیٹا بچپنے سے گزر چکا ہوتا۔ اور خود بخود یہ عادت چھوڑ چکا ہوتا۔ خیر مٹی پاؤ

میں اور کبیر جس دن کوئی شرارت نہ کرتے تھے وہ دن بور گزرتا ایک دن کبیر نے فاختہ کے بچوں کو مار دیا اور قتل میرے ذمہ لگا دیا۔ عدالت کے کٹہرے میں' میں دادا کے سامنے بطور مجرم کھڑا تھا۔ اور کبیر چشم دید گواہ پیش ہوا تھا۔

میں نے دادا کو یقین دلایا کہ دادا جی! یہ گناہ صغیرہ نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ دادا جی سمجھ گئے کہ میں اشارہ کبیر کی طرف کر رہا ہوں انہوں نے کبیر کو سزا دی۔ میرا بچپن گاؤں میں کبیر کے ساتھ گزرا تھا میرے والد چونکہ آرمی میں تھے اور ان کی پوسٹنگ لاہور ہو گئی

اس لئے میں بھی اپنے والدین کے ساتھ لاہور آ گیا۔ اب گاؤں میں کسی غمی خوشی کے موقع پر ہی آنا ہوتا تھا۔ یا پھر گرمیوں کی چھٹیوں میں گاؤں دیکھنے جاتا اور اپنے بچپن کی

یادیں تازہ کرتا۔

حالیہ چھٹیوں میں جب گاؤں گیا تو کبیر کو ساتھ لے کر گھومنے نکلا کبیر بالکل بھی نہیں بدلا تھا۔ ویسے کا ویسا ہی شریر تھا۔ اس نے اپنے چند دوستوں سے ملوایا۔ جن میں صنف نازک کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ مجھ سے کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنی لڑکیاں فٹ ہیں کہ اگر ایک اور ہو جائے تو میری ففٹی ہو جائے تو میں اسے سمجھانے لگا کہ یار محبت ایک سے کرنی چاہئے اور بعد میں اسی کو اپنی بیوی بنانا چاہئے۔

ففٹیوں اور سنچریوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئیے۔

قبولیت کی گھڑی

رات گھر دیر سے آنا اس کا معمول بن گیا تھا۔ جب تک وہ شہر کے سارے سینما گھروں کی خاک چھان نہ لیتا گھر نہ لوٹتا ماں' باپ' بہن بھائی سبھی اس کی ان حرکتوں سے سخت نالاں تھے ایک دفعہ حسب معمول آدھی رات کو اس نے دروازے پر دستک دی گھر والے سو چکے تھے۔ مگر اس کی ماں ابھی تک جاگ رہی تھی ماں نے دروازہ کھولا اور اپنے بیٹے پر نظر پڑھتے ہی دامن پھیلا کر کہا! "بیٹا تمہاری شادی ائیر ہوسٹس کے ساتھ ہو جو تمہیں ہوائی سفر کے علاوہ زندگی کے سفر میں بھی باندھ کر رکھے"۔ شاید وہ قبولیت کی گھڑی تھی۔ میرے دوست کو ماں کی دعا لگ گئی۔ اور اس کی شادی واقعی ہی ائیر ہوسٹس کے ساتھ ہو گئی شادی سے پہلے ہم تقریبات وغیرہ پر اکٹھے ہو جاتے تھے۔ لیکن اب خاندان میں جو تقریبات ہوتیں ہیں۔ صرف اس کی بیوی ہی اپنے ڈرائیور کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ میرے دوست کی آزادی سلب ہو چکی ہے۔

اب میں بھی گھر سے دور جہاں کہیں بھی جاتا ہوں میری کوشش ہوتی ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے گھر پہنچ جایا کروں۔ کہیں میری ماں بھی مجھے آوارہ لڑکا سمجھ کر کوئی ایسی ہی دعا نہ دے دے۔

پینڈوان ٹربل

ایک دیہاتی اپنے بیٹے کے گھر جاتا ہے۔ شہر کا ماحول تو آپ جانتے ہی ہیں۔ تنگ و تاریک کمرے اور پھر اوپر سے مچھروں کی بہتات' وہ رات اس نے خدا خدا کر کے کاٹی۔ نئے مہمان کا مچھروں نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس کے ماتھے اور پاؤں پر خوب بوسے دیئے۔ اس رات مچھروں نے گھر کے دوسرے افراد کو بالکل لفٹ نہ کرائی۔ رات کے آخری حصے میں اس بچارے کی ذرا آنکھ لگ گئی۔ دوسرے دن بیٹے نے ابا حضور کی چارپائی پنکھے کے نیچے بچھا دی تاکہ مچھر ابا سے کوسوں دور رہیں۔ اور ابا حضور چین سے سو سکیں۔ صبح ناشتے کی میز پر بیٹے نے پوچھا ابا آج رات کیسی گزری۔ مچھروں نے چھیڑ چھاڑ تو نہیں کی۔ ابا نے کہا بیٹا کل رات کے پچھے پہر تو ذرا آنکھ لگ گئی تھی۔ لیکن آج ساری رات جاگتے گزری ہے۔ مچھروں نے تو کوئی چوں چراں نہیں کی۔ مگر جب بھی میری ذرا آنکھ لگنے والی ہوتی میں دوبارہ اس خوف سے چونک جاتا کہ کہیں پنکھا مجھ پر ہی نہ آ گرے۔

گدھے

کہتے ہیں بیٹی ماں' باپ پر بوجھ ہوتی ہے۔ اس حقیقت سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے۔ اس لئے دونوں کے لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ وہ جلد از جلد اس بوجھ سے دست بردار ہونے کے لئے کسی ایسے گدھے کا انتخاب کر لیں جو خاندانی ہو۔ بعض گدھے ایک ہی گٹھڑی اٹھاتے ہیں اور جلد ہی تھک جاتے ہیں اور گٹھڑی اتار کر ہی وہ سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ پتہ نہیں وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہمیں تو ایسے گدھوں کو گدھا کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

یقین جانیے ہم نے ایسے گدھے بھی دیکھے ہیں جو بہ یک وقت کئی کئی گٹھڑیاں اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور پھر بھی ان کی تمنا ہوتی ہے کہ ایک گٹھڑی اور ہو تو کیا ہی اچھا ہو۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے آپ کس قسم کے گدھے کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن انتخاب ایسا کیجئے گا کہ ہم آپ کے انتخاب کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔

پکی پکائی تازہ روٹی اسکیم

حکومت کو پتہ نہیں کیا سوجھی اس نے پکی پکائی تازہ روٹی کی اسکیم نکال دی۔ مگر اس اسکیم سے عورت ذات بہت متاثر ہوئی۔ غیر شادی شدہ عورتوں کو یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ جب سے یہ اسکیم نکلی ہے مرد حضرات نے شادیاں کرنی چھوڑ دی ہیں۔ جب کہ شادی شدہ عورتوں کو شکایت ہے کہ پہلے جب ہم روٹھ کر میکے جاتیں تھیں تو دوسرے دن ہی میاں منا کر لے جاتے تھے اور اب مردوں کو پکی پکائی تازہ روٹی جو مل رہی ہے اب انہیں کیا ضرورت ہے ہمارے ناز نخرے اٹھانے کی اس لئے ہماری حکومت سے اپیل ہے وہ اس یک طرفہ اسکیم کو فی الفور ختم کرے اور عورتوں کا مستقبل تاریک ہونے سے بچائے۔

ایک وزیر سے میں نے پوچھا کہ یہ کاریں کوٹھیاں اور بنگلے کہاں سے آگئے۔

وزیر نے کہا کہ یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے خزانے سے دی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ اگر یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے خزانے سے دی ہیں تو پھر حکومت کا خزانہ کیسے خالی ہو گیا۔ اس پر وزیر موصوف لاجواب ہو گئے

ماحول کی آلودگی

''اجیرن زندگی''

جس طرح ذیابیطس کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ کم ضرور کیا جا سکتا ہے۔ ماحول کی آلودگی کو بھی ہم سرے سے ختم نہیں کر سکتے لیکن اسے کم کیا جا سکتا ہے۔ جب نسل آدم شروع ہوئی تو اس وقت کسی کا دم نہیں گھٹتا تھا اور جبکہ نسل آدم ختم ہونے والی ہے۔ یعنی قیامت قریب ہے تو ہر اک کا دم گھٹ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پہلے انسان ہاتھ پاؤں مارتا تھا۔ دوران سفر اس کے ہاتھ میں لگام اور پاؤں میں رقابیں ہوتیں تھیں۔ اب مشینی دور ہے۔ اب اس کے ہاتھ میں ایکسلیٹر اور پاؤں میں بریکیں آگئیں ہیں۔ ایسی صورتحال میں لازمی دھواں اٹھے گا اور ماحول آلودہ ہوگا۔

میں نے ماحول کے وزیر سے پوچھا کہ آلودگی ختم کرنے کے لئے آپ کی وزارت نے کیا کچھ کیا؟ تو کہنے لگے۔

''میں تو سوچ رہا ہوں کہ تمام رکشا اور موٹریں اکٹھی کر کے انہیں آگ لگا دی جائے۔ لیکن ان کی سوچ خود آلودگی کا شکار نظر آتی ہے۔ اب آپ ہی سوچیں آگ لگانے سے آلودگی پھیلے گی یا کم ہوگی۔

وزارت ماحول نے حکومت کو آلودگی کم کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کیں وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

(1) سڑکوں پر کوئی گاڑی نظر نہیں آنی چاہیے۔

(2) فیکٹریاں بند کر دی جائیں

(3) ماحول کی آلودگی کو کم کرنے کے لئے پہیہ جام ہڑتال کی جائے۔

(4) بڑے شہروں میں گدھا گاڑی کو متعارف کرایا جائے اور ہر 40 کلو میٹر کے

فاصلے پر پیٹرول پمپ کے بجائے ٹائیلٹ بنائے جائیں تاکہ سڑکیں گندی نہ ہوں۔

(5) ماحول کی آلودگی ختم کرنے کے لئے انسان کو کم از کم دو صدیاں پیچھے جانا پڑے گا۔

(6) مجالس میں دھواں دھار تقاریر کرنے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ لیکن جہاں غریب عوام اتنی قربانیاں دے وہاں افسران بالا کا فرض بنتا ہے کہ وہ ماحول کی آلودگی کے خلاف عوام میں شعور بیدار کرنے کے لئے سائیکل پر سفر کریں اور ویسے بھی لوگوں کو سائیکل پر ہی سفر کرنا چاہئے۔ کیونکہ سائیکل کے ساتھ موٹر ہو گی تو وہ موٹر سائیکل بن جائے گی جو دو ٹائروں کے باوجود چار ٹائروں والی کے مقابلے میں برابر دھواں چھوڑتی ہے۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ آج سے ہزاروں سال بیشتر زندگی کتنی خوبصورت ہو گی۔ نہ شور و غل نہ موٹروں کا دھواں لیکن اب تو زندگی عذاب بن گئی ہے۔ آب و ہوا آلودہ ہو گئی ہے۔

ایک دن بابا مجھ سے پوچھنے لگے جو کہ دمہ کے مریض ہیں اور ڈسٹ اور دھوئیں سے بہت زیادہ الرجک ہیں۔ بیٹا کیا جنت اور جہنم قریب ہوں گے یا فاصلے پر! تو میں نے کہا آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں "تو کہنے لگے اس لئے کہ جہنم میں تو آگ لگی ہی ہو گی لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا دھواں جنت کی طرف آرہا ہو۔ اور جنت کی فضا بھی آلودہ نہ ہو جائے۔

ماحول کو ہم نے خود آلودہ بنایا ہے۔ آج تک کسی جانور نے سگریٹ کا کش نہیں لگایا بندر نے کبھی نسوار نہیں ڈالی ہو گی جس طرح قطرہ قطرہ مل کر دریا ہو جاتا ہے اگر دنیا کے تمام تمباکو نوش یہ سوچیں کہ وہ ایک دن میں جتنے سگریٹ پیتے ہیں اور ان کا دھواں

پھیلاتے ہیں اگر اس سارے دھوئیں کو جمع کر دیا جائے تو آسمان پر ایک سیاہ بادل بن جائے۔

ہم ایک دن میں کتنی سالگرہیں مناتے ہیں۔ اور کتنی موم بتیاں جلاتے ہیں۔ کبھی سوچا آپ نے اگر آپ اپنی 59 ویں سالگرہ منا چکے ہیں تو آیئے آج سے عہد کریں کہ اگلے سال آپ اپنی 60 ویں سالگرہ کے موقع پر بجائے ساٹھ موم بتیاں جلانے کے 60 واٹ کا ایک بلب روشن کریں گے۔

شاپر کا استعمال بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ جو ماحول میں آلودگی پیدا کرنے میں پیش پیش ہے۔

چیونٹی کو دیکھیں منہ میں اناج لے کر جا رہی ہوتی ہے۔ یہ چھوٹا منہ بڑی بات والی بات ہے۔

ایک چڑیا اپنی چونچ میں دانہ تنکا لا کر اڑ رہی ہوتی ہے۔ قصاب کی دوکان سے ایک کتا اپنے منہ میں چھچھڑے یا ہڈی ڈال کر لے جا رہا ہوتا ہے۔ لیکن اسی دوکان سے جب ہم ایک کلو گوشت لیتے ہیں تو ڈبل شاپنگ بیگ میں ڈلواتے ہیں۔ کہ کہیں ہمارے ہاتھوں سے خون نہ لگ جائے ان ہی باتوں سے کبھی کبھی میرا خون کھول جاتا ہے کہ جب ایک جانور میں اتنی سوجھ بوجھ ہے کہ شاپنگ بیگ کا استعمال ماحول کو آلودہ کرتا ہے تو ایک انسان کی عقل میں یہ بات کیوں نہیں آتی جو اشرف المخلوقات ہے۔

ایک ملک کے وزیر اعظم نے دشمن ملک کے ایک ہم منصب کو انگور کی پیٹیاں بھجوائیں تو عوام سراپا احتجاج بن گئے۔ اس پر وزیر اعظم نے کہا کہ مجھے آپ لوگوں کے احتجاج کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

میں نے تو ایسا محض دشمن کے دانت کھٹے کرنے کے لئے کیا ہے۔

مزاحیہ انٹرویو

آپ کا نام کیا ہے؟

نیم پلیٹ (Name Plate) پڑھ لیں۔

تاریخ پیدائش؟

تیرھویں مہینے کی بتیس تاریخ سن صفر

تعلیم کہاں تک حاصل کی؟

کتاب کے آخری صفحے تک

کبھی سکول میں اول بھی آئے؟

جی نہیں! سکول میں ہمیشہ چپڑاسی اول آیا کرتا تھا۔ کیونکہ گیٹ کی چابی اس کے پاس ہوا کرتی تھی۔

پسندیدہ پھول

سب پھولوں میں پسند مجھے ایک ہی پھول ہے
پیٹ بھر جائے جس سے وہ گوبھی کا پھول ہے

پسندیدہ ڈش

جو پڑوس سے آئے ویسے ڈش انٹینا بھی بہت پسند ہے۔

پسندیدہ شاعر

جن کی شاعری سنی نہیں۔

پسندیدہ کتاب

جس میں صرف تصویریں ہوں

پسندیدہ فلمیں

میری پسندیدہ فلمیں فیوجی، کوڈک، کونیکا، وغیرہ ہیں

آپ کے نزدیک خطرناک بیماری کون سی ہے؟

لوریا (Loveria)

آپ کا مبارک پتھر کونسا ہے؟

پتھر وہ مبارک ہے میرے واسطے لوگو
محبوب کے گھر سے جو گرے آ کے میرے گھر

آپ نے لو میرج کی یا ارینج؟

میں نے ایکسچینج میرج کی وہ اس طرح کہ میرا نکاح ٹیلی فون پر ہوا حتیٰ کہ رخصتی بھی ٹیلی فون پر ہوئی۔

بچے کتنے ہیں؟

ابھی تو ہو رہے ہیں۔ آخری بچے کے بعد ہی گنتی شروع کرائیں گے۔

پسندیدہ مشغلہ؟

اخبار میں "ضرورت رشتہ" کے اشتہار پڑھنا۔

کوئی پیغام جو آپ دینا چاہیں گے؟

بچے قوم کا سرمایہ ہیں بچے پیدا کر کے سرمایہ کاری کیجئے۔

O

ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ جب کہ مہمان خصوصی کافی دیر سے مائیک (Mike) کے قریب کھڑے سگریٹ کے کش لگا رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک نے فقرہ کسا۔

"واہ بھئی! کیا دھواں دار تقریر کر رہے ہیں۔"

مزاحیہ خاکے

چاند سی دولہن

ہیلو، ہیلو، ہیلو

جی فرمایئے

میں گلو کی ماں ہوں۔ ہمیں اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے چاند سی دلہن کی تلاش ہے۔

لیکن بی بی یہ ''رویت ہلال'' کمیٹی کا دفتر ہے۔ کوئی شادی دفتر تھوڑا ہی ہے۔ آپ ان سے رابطہ کر سکتی ہیں۔

لیکن بیٹا شادی دفتر والوں سے مایوس ہو کر اب تمام امیدیں تمہارے دفتر سے وابستہ کی ہیں۔ بیٹا خدا کے لئے مجھے اب مزید مایوس نہ کرنا۔

بیٹا اپنی دوربینوں کو حرکت دو

ان کا رخ ادھر ادھر موڑ دو

ہو سکتا ہے کوئی چاند سی دلہن نظر آ ہی جائے۔

بی بی ہم یہاں چاند دیکھنے کے لئے بیٹھے ہیں چاند سی دلہن دیکھنے کے لئے نہیں۔ بی بی اس پر تلملا اٹھتی ہے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہتی ہے چاند تو زمین سے ہی ہم دیکھ لیں گے۔ آج نہیں تو کل نظر آجائے گا مزا تو تب تھا کہ تم چاند سی دلہن دکھا سکو......

مزاحیہ خاکہ

بیگم اپنے شوہر "ارشاد" سے مخاطب ہے۔

"ارشاد" "ارشاد" (اور زور سے) ارشاد

شوہر! کچھ ارشاد بھی کرو میں سن رہا ہوں۔ آخر بات کیا ہے۔

بیگم! بس یوں ہی تمہارا نام زبان سے پھسل گیا تھا۔ تمہیں یاد ہے نا!

شادی سے پہلے تم نے کہا تھا "زیبا" تمہارا بدن سنگ مرمر سے تراشا ہوا ہے۔ پھنس پناہی ہے۔ سنگ مرمر پر پھسلن تو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمارا نام بھی زبان پر سے پھسل گیا۔

شوہر! بات کاٹتا ہے ہاں' ہاں جیسے آئے دن نئی نئی فرمائشیں تمہاری زبان سے پھسلتی ہیں۔

بیگم! (غصے سے کہتی ہے) تو تم نے کب فرمائش پوری کی ہے۔

شوہر! کل تمھاری ہی فرمائش پر میں تمہارے لئے بسنتی رنگ کی ساڑھی لینے جا رہا تھا کہ کیلے کے چھلکے پر سے پاؤں پھسل گیا اور میں آج دفتر کے بجائے گھر پر تمہاری بک بک سن رہا ہوں۔

اگر یہ بات ہے تو میں ابھی گھر چھوڑ کے جا رہی ہوں۔

اب تمہیں میری ضرورت جو نہیں۔

شوہر! ہاں مجھے ضرورت تھی۔ تو صرف جہیز کی تھی۔ اگر تم دس سال بعد میری ضرورت کو سمجھ ہی گئی ہو تو پلیز اب مزید دیر نہ کرو۔

مزاحیہ خاکہ

ایک شخص تھانے فون کرتا ہے جس کی جیب کٹ گئی ہے۔

ہیلو - ہیلو

یہ تھانہ ہے

جی صحیح پہچانا ہے

تھانیدار صاحب میں بس میں سفر کر رہا تھا جب ٹکٹ کٹوانے لگا تو معلوم ہوا میری جیب کٹ گئی ہے۔

تھانیدار! جیب کٹ گئی ہے پھر تو قیمتی سوٹ کا ستیاناس ہو گیا ہو گا۔

سوٹ کو گولی ماریں جی

جیب میں میری پانچ ہزار کی رقم تھی جو لٹ گئی ہے۔

تھانیدار! شکر ہے رقم لٹ گئی ہے تم لٹنے سے بچ گئے ہو۔

اتنی رقم ہونے کے باوجود تم بس میں سفر کر رہے تھے۔ (کنجوس کہیں کے)

تم تو ٹیکسی بھی افورڈ کر سکتے تھے۔

بسوں میں تو صرف حاجت مند سفر کرتے ہیں کسی نے اپنی حاجت پوری کر لی ہو گی۔۔

"اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

پھر بتائیے میں کیا کروں۔

تھانیدار! میں بتاتا ہوں تم کیا کرو کیونکہ ایسے حالات میں ایسا کرنا ہی مناسب رہے گا۔

لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم نے سوٹ کس کلر کا پہنا ہوا ہے۔

خیر دفع کرو۔

جس رنگ کا سوٹ ہے اس کے ساتھ کا بازار سے تھوڑا سا کپڑا لے کر نئی جیب لگوا لو۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

پچھلے دنوں ہمارے محلے میں ایک آدمی فوت ہو گیا ہم بھی افسوس کرنے کے لئے جا پہنچے وہاں پر اور لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ مرحوم کے ایک رشتہ دار بتا رہے تھے۔
مرحوم بڑے پرہیز گار تھے ڈاکٹروں نے ان کو ایک بار کہا تھا کہ چلنے پھرنے سے پرہیز ہی رکھیں تو بہتر ہے۔ خدا شاہد ہے مرتے دم تک انہوں نے اس بات کا پرہیز نہیں چھوڑا
مرحوم ہر ایک کے ساتھ میٹھی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور اس کے لئے ہر وقت زبان میں میٹھا پان رکھتے۔

اگر اپنے ماتحتوں کو گالیاں دے رہے ہوتے تو بھی سنونف الائچی کی خوشبوئیں آ رہی ہوتیں۔ مرحوم پولیس کے محکمے میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے پوری سروس کے دوران انہوں نے کبھی اپنے ہاتھ سے رشوت نہیں لی۔ بلکہ اپنی جیب آگے رکھ دیتے۔ اور کام کرانے والا جتنا بڑا کام کرانا چاہتا اتنا بڑا نوٹ جیب میں ڈال دیتا۔

شراب کو آخری سانس تک ہاتھ نہیں لگایا۔ بلکہ اپنی بیگم کے ہاتھوں جام نوش فرماتے تھے۔ اگر بیگم میکے گئی ہوئی ہو تو پھر سٹرا (Stra) سے کام لے لیتے تھے۔ مرحوم اپنے قبیلے میں بہت بڑے رئیس تھے۔ ان کی دولت ہتھیانے کے لئے ان کے بہت سارے دشمن پیدا ہو چکے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو ایک ایک کو موت کی گھاٹ اتار دیتے۔
لیکن آفرین ہے انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ کرائے کے قاتلوں سے ایک ایک کا صفایا کرا دیا۔
گھر میں کبھی حرام کی کمائی نہیں لے کر آئے۔ بچوں کی پرورش ہمیشہ رزق حلال سے کی جس میں حرام کی کمائی کی ایک کوڑی بھی شامل نہیں ہوتی تھی۔ حرام کا پیسہ ایک علیحدہ اکاؤنٹ میں جمع تھا۔ جسے گاہے گاہے کیش کروا کر شراب پیتے اور جوا کھیلتے۔
اللہ بخشے مرحوم بڑی ہی خوبیوں کے مالک تھے۔

ہاضمے کی پھکی

ہمارے محلے میں ایک حکیم صاحب تھے جو ہاضمے کی پھکی دیتے تھے۔ شہر کے طول و عرض سے لوگ ان کے پاس آتے رہتے تھے۔ حکیم صاحب کے گھر خوشحالی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔

لیکن کچھ دن پہلے میں نے محسوس کیا کہ حکیم صاحب میری دکان سے ادھار سودا لے کر جاتے ہیں اور ان کے چہرے پر وہ رونق بھی نہیں۔ جو کبھی پہلے ہوا کرتی تھی۔ بلکہ اداسی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے ہمت کر کے حکیم صاحب سے پوچھ ہی لیا۔ حکیم صاحب کہنے لگے بیٹا جب سے میوزیکل گروپ نے رواج پایا ہے اور انہوں نے اچھل کود کے ساتھ T.V پر گانا شروع کیا ہے تب سے نہ صرف میرا کاروبار ٹھنڈا پڑھ گیا ہے بلکہ میڈیکل سٹور پر بھی ہاضمے کی گولیاں اور سیرپ کی بوتلوں پر گرد جم چکی ہے۔ کوئی لیتا ہی نہیں اور لوگوں نے بھی ان گروپس کی دیکھا دیکھی گھروں میں پریکٹس شروع کر دی ہے اور یوں ہر قسم کی خوراک ہضم ہو جاتی ہے۔

آم

آم دیکھنے میں خوبصورت' ذائقے میں لذیز اور کھانے میں بے حد مشکل ہے

اگر آپ کو ایک آم کھانا ہے تو آپکو دو کھانے پڑیں گے۔ کیونکہ ایک آم کھائیں تو آدھا آم ہی پیٹ میں جا سکتا ہے اور باقی آدھا منہ اور ہاتھوں سے چپکا رہ جاتا ہے۔

میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہو گا جو آم کھاتے وقت آم سے صحیح برتاؤ کرتا ہو گا۔

میں نے اکثر کنواری لڑکیوں کے ہاتھ پیلے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ آم کھا رہی ہوتی ہیں۔

ہم بچپن سے آم کھاتے آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم بڑے ہو جاتے ہیں تب بھی ہمیں آم کھانے نہیں آتے۔ اگر ایک شخص کو آم کھانے کا 60 سالہ تجربہ ہے تو بھی آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ بچوں ہی کی طرح آم کھا رہا ہو گا۔

اور اگر بچوں کو دیکھیں تو وہ بڑوں ہی کی طرح آم کھا رہے ہوں گے۔

آم کھانے سے بہتر ہے دکان پر جا کر آموں کا ملک شیک (Milkshake) پی لیا جائے۔ لیکن یہ ضروری نہیں اگر آپ آموں کا ملک شیک پی رہے ہوں تو آپکو ذائقہ بھی آموں کا ہی آرہا ہو۔

ڈاکٹر کہتے ہیں آم کھانے سے خون صاف ہوتا ہے۔ لیکن یہ کوئی اتنا بڑا فائدہ نہیں ہے کیونکہ آم کھانے سے ہاتھ اور منہ زیادہ گندے ہو جاتے ہیں۔

ہاں البتہ آدمی کی جیب ضرور صاف ہو جاتی ہے۔ عموماً" لوگ دو طریقوں سے آم کھاتے ہیں۔ ایک کاٹ کر اور دوسرا چوس کر آپ جس طرح چاہیں کھا سکتے ہیں۔ لیکن

سرعام آم نہ کھائیں۔ بلکہ تنہائی میں جہاں کوئی اور آپکو نہ دیکھ رہا ہو۔

شاید آم کھانے کے لئے ہی کسی شاعر نے ایک موقع پر کہا تھا!

چل چلیئے دنیا دی اس نکرے

جتھے بندہ نہ بندے دی ذات ہوئے

میرے ایک دوست نے محض اس لئے بیوی کو میکے بھیجا ہوا ہے کہ اس نے دعوت میں سلیقے سے آم نہیں کھائے تھے۔ اور اسے اپنی بیوی کو شناخت کرنے میں کافی وقت پیش آئی تھی۔ میں نے اس کی منت سماجت کی کہ یار بھابی کو منا کر لے بھی آو! آموں کا سیزن ویسے ہی ختم ہو رہا ہے۔ دوست بولا! کیا آموں کا سیزن پھر نہیں آئے گا۔

میں نے کہا! جب آئے گا تو دوبارہ میکے بھیج دینا۔

سبزی فروش سے انٹرویو

آپ سبزی پر پانی کے چھینٹے کیوں ڈالتے رہتے ہیں؟

جناب! جب ہماری دکان پر گاہک آتا ہے تو پہلے سبزی کا بھاؤ پوچھتا ہے۔ جب ہم اسے بتاتے ہیں کہ بھنڈی چوبیس 24 روپے کلو ہے' گوبھی چودہ 14 روپے کلو ہے' بینگن بارہ 12 روپے کلو ہیں' اور ٹماٹر 32 بتیس روپے کلو ہیں تو وہ یہ کہہ کر چلا جاتا ہے کہ سبزی کو بھی آگ لگی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم سبزی پر پانی چھڑک دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے گاہک صحیح کہہ رہا ہو۔

اگر سبزی گل سڑ جائے تو آپ کو نقصان تو ہوتا ہو گا؟

ہم سے زیادہ نقصان ان کھلاڑیوں کو ہوتا ہے جو کھیل کے میدان میں ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کریں یا ان شاعر حضرات کو جو مشاعرے میں اپنے سامعین کو متاثر نہ کر سکیں۔

آج کل ٹماٹروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ وہ کیوں؟

ڈاکٹر کہتے ہیں ہر آدمی کو ایک سیب روزانہ کھانا چاہئے۔ اگر وہ ایک سیب افورڈ نہ کر سکے تو ایک ٹماٹر ہی کھا لے۔ ٹماٹر بھی آپکو اتنی انرجی فراہم کرے گا۔ جتنی ایک سیب سے حاصل ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں کی یہ بات ہم کو بہت بری لگی یعنی امیر لوگ تو سیب کھائیں اور غریب ٹماٹروں پر ٹرخا دیئے جائیں۔

ہم نے امیر اور غریب کا فرق مٹانے کے لئے ٹماٹروں کی قیمت بڑھا دی ہے۔ اب

سیب اور ٹماٹر تقریباً" ایک ہی بھاؤ ملتے ہیں۔

ہماری عورتیں سبزی کاٹتے وقت بہت ڈرتی ہیں کیونکہ اکثر سبزی میں کیڑے نکلتے ہیں۔ آپ ایسی سبزی کیوں فروخت کرتے ہیں؟

آپ صحیح کہہ رہے ہیں کہ عورتیں سبزی کاٹتے وقت ڈرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈرپوک قسم کی عورتیں اپنے خاوند سے سبزی کٹواتی ہیں۔

اور جو ذرا دلیر (بہادر) ہوتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں سے پکوا بھی لیتی ہیں۔

رہا کیڑوں کا سوال تو کیڑے انسان کے پیٹ میں بھی ہوتے ہیں۔

ابھی پچھلے ہی دنوں ایک عورت مجھ سے بینگن لے کر گئی۔ لیکن کچھ دیر بعد وہ کٹے ہوئے بینگنوں کے ساتھ واپس میری دکان پر آگئی کہ یہ دیکھو ان میں تو کیڑے ہیں۔

اب اس عورت کا اعتراض اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن ہم بینگن فروخت کرنے سے پہلے ان کے ایکسرے (X-RAY) تو نہیں کر سکتے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ان کے پیٹ میں کیڑے ہیں یا نہیں۔ اندر کے بھید اللہ ہی جانتا ہے! نا

آپ کی بیگم بھی آپ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اب ہم ایک سوال ان سے بھی پوچھیں گے کہ آپ سے شادی کرنے کے بعد ان کی کونسی خواہش ہے جو ابھی تک پوری نہ ہوئی ہو؟

سبزی فروش سے شادی کرنے کے بعد اب میری ایک ہی خواہش ہے کہ میری گود ہری ہو جائے۔

ایک ان پڑھ وزیر تعلیم سے انٹرویو

کیا دیکھ کر آپ کو وزیر تعلیم بنایا گیا؟

میں پہلے ردی جمع کیا کرتا تھا۔ شاید اسی خدمت کے عوض مجھے یہ عہدہ ملا ہے۔

آپ ماہر تعلیم ہیں آپ ہمیں بتانا پسند فرمائیں گے کہ تعلیم کے میدان میں لڑکے ہمیشہ لڑکیوں سے پیچھے رہے ہیں۔ آخر کیوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکیاں دل لگا کر پڑھتی ہیں۔ جبکہ لڑکے صرف دل لگی کرتے ہیں۔

اسکولوں میں معیار تعلیم کیوں گر گیا ہے؟

شاید بڑھاپے کی وجہ سے

بچے سکولوں سے کیوں بھاگتے ہیں؟

میں تو کہتا ہوں۔ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" کے مصداق سکول ہونے ہی نہیں چاہیں۔ کیونکہ نہ سکول ہوں گے اور نہ بچے بھاگیں گے۔

ایک سکول کے بچے کا بستہ بہت بھاری ہوتا ہے۔ اس میں کیا حکمت رکھی گئی ہے۔

کیونکہ پڑھ لکھ کر اسے ایک خاندان کی کفالت کا بوجھ اٹھانا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم شروع ہی سے اسے بوجھ اٹھانے کی ٹریننگ دیتے رہتے ہیں۔

ہمارے امتحانی مراکز میں بوٹی کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے آپ کی وزارت نے کیا کچھ کیا ہے۔

دیکھیں جی! سکولوں اور کالجوں کو اپنے نتائج شو کرنے کے لئے کچھ لڑکے تو پاس کرنے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر بوٹی کا استعمال روک دیا جائے تو پھر کون مائی کا لال پاس ہو گا۔

سکولوں اور کالجوں میں حاضری کا تناسب کیسے بہتر کیا جائے؟

اگر تعلیمی درس گاہوں میں مخلوط تعلیم (Co-Education) کا نظام رائج ہو جائے تو۔ پھر ہماری حاضری ریکارڈ حد تک درست ہو سکتی ہے۔ پھر تو کسی طالب علم کا چھٹی کے دن بھی چھٹی کرنے کا موڈ نہیں بنے گا۔

آج کے طالب علم کے ہاتھ جان بوجھ کر کلاشنکوف دی گئی ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہے تو بتائیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح وہ ڈاکو بنیں گے یا لٹیرے بنیں گے۔ اور جب وہ پولیس مقابلہ میں مارے جائیں گے تو کم از کم ان کی موت سے ملک کو فائدہ تو ہو گا۔ بصورت دیگر اگر وہ پڑھ لکھ کر ڈاکٹر یا انجینئر بن گئے تو ایسے افراد کی موت سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے جو ہم نہیں پہنچانا چاہتے ہم نے تو ملک کا فائدہ سوچنا ہے۔

وزیر تعلیم کی حیثیت سے آپ اپنے طلبہ کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

طلبہ کے ہاتھوں میں اسلحہ ہونا چاہئے نہ کتابیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں دستانے (Gloves) ہونے چاہیں کیونکہ آج کل سردی زوروں پر ہے۔

ہماری سڑکیں

میں یورپ گیا۔ وہاں جس چیز نے مجھے زیادہ متاثر کیا وہ وہاں کی سڑکیں تھیں اور وہ بھی صاف ستھری چم چم کرتی اور لشکارے مارتی ہوئی کہ چلنے والے اپنا منہ بھی دیکھ سکتے ہیں لیکن جب اپنے ملک کی سڑکوں کا مجھے خیال آتا ہے اور ان کی ناگفتہ بہ حالت دیکھتا ہوں تو مجھے ایک قسم کا اطمینان ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ہماری سڑکیں بھی اسی طرح صاف ستھری اور چم چم کرتی نظر آنے لگیں تو راہ گیر اپنا منہ ہی دیکھتے رہیں گے۔ اور پیچھے سے یا سامنے سے آنے والی گاڑی انہیں ٹکر مار کر گزر جائے گی۔ پھر ان کے لواحقین بھی منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔

ہماری سڑکوں کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہاں چپے چپے پر سپیڈ بریکر (Speed Bracker) بنے ہوئے ہیں جنہیں عرف عام میں "اچھلو" کہتے ہیں۔ جو صرف وہاں ہونے چاہیں جہاں پر کوئی اسکول یا ہسپتال قریب ہو لیکن ہمارے ہاں اگر سڑک کے ساتھ اکٹھی سات دکانیں ہیں تو ساتوں دکانداروں نے اپنی اپنی دکان کے سامنے سپیڈ بریکر بنایا ہو گا۔ جس کی وجہ سے گاڑی چاہے کتنی ہی آرام دہ کیوں نہ ہو سفر آرام دہ نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ میرے بابا جی نے مجھ سے کہا کہ تم اس عمر میں مجھے جھولے میں بٹھا کر کیوں جھولا جھلا رہے ہو۔ میں نے کہا بابا جی! آپ کو جھولا نہیں جھلا رہے۔ بلکہ ہم اس وقت ٹیکس Taxi میں بیٹھے بھابڑا بازار جا رہے ہیں۔

میرا ایک انگریز دوست جب پاکستان آیا تو میں نے اسے پاکستان کے تفریحی مقامات کی سیر کرائی۔ اسے ہماری سڑکوں پر سفر کرنے کا تجربہ پہلی بار ہوا تھا۔ ایک موقع پر اس

نے مجھ سے شکایت کی کہ میں اپنے جسم میں ہلچل سی محسوس کر رہا ہوں۔ ایسے لگتا ہے جیسے میرا دل دائیں طرف نقل مکانی کر گیا ہو اور گردوں نے بھی اپنی پوزیشن بدل لی ہوں۔ جیسے پیٹ میں بڑی آنت اور چھوٹی آنت آپس میں الجھ گئیں ہوں اور چھوٹی بڑی کی تمیز ختم ہو کر رہ گئی ہو۔ جب اس کے پیٹ کے ایکسرے (X-Ray) کئے گئے تو واقعی اس کی پیش گوئیاں سچ ثابت ہوئیں۔

سڑکوں کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکی ہے کہ اب ڈرائیور حضرات سڑک کے بجائے فٹ پاتھ (Foot Path) پر گاڑی چلانا زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ ہماری سڑکوں پر جو گاڑی چلتی ہے نہ صرف اس کی بلکہ اس میں سفر کرنے والی سواری کی عمر بھی گھٹتی ہے۔ سڑکوں پر گندگی کے ڈھیر سنگ میل کا کام دیتے ہیں۔

یہ کوڑے کے ڈھیر لاوارث لاش کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ انہیں اٹھانے کوئی نہیں آتا۔ لوگ گٹر پر سے ڈھکن اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ کلاس میں ماسٹر صاحب پڑھا رہے تھے۔ کہ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہئے تو کلاس میں ایک بچے نے سہم کر کہا!

ماسٹر صاحب میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چل سکتا کیونکہ میرے والد صاحب ایک دن سڑک کے کنارے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں گٹر میں گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھے اب اگر میں بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلتا گیا تو ابھی تک اس گٹر کا منہ کھلا ہے۔

محکمہ شاہرات نے جنگلات والوں کے تعاون سے سڑکوں کے دونوں اطراف درختوں کی قطار لگا دی ہے تاکہ ڈاکوؤں کو تحفظ فراہم کیا جائے کیونکہ جب ڈاکو مسافروں کو لوٹتے ہیں تو وہ انہی درختوں کی اوٹ میں پناہ لیتے ہیں۔ سڑک کے کنارے درخت لگانے کا

دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر محکمے کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے سڑک اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہے تو ڈرائیور حضرات دونوں اطراف کے درختوں کی درمیان والی جگہ سے سڑک کی موجودگی کا تعین کرلیں۔

نمونہ

میں اپنے گھر جا رہا تھا۔ راستے میں ایک سنسان جگہ دو لڑکیوں نے مجھے روک لیا ان کے ہاتھ میں سلائیاں تھیں۔ جن کی نوک پر پہلے تو انہوں نے مجھے ہینڈز اپ (Hands-Up) کیا اور پھر ایک لڑکی نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور مجھے وارننگ دی گئی کہ اب یہاں سے بالکل بھی نہیں ہلنا۔ میں پٹی بندھی آنکھوں سے اپنے پٹ جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ دسمبر کی سردی میں بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا۔ تقریباً" پانچ سات منٹ بعد انہوں نے میری آنکھوں سے پٹی کھول دی میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا نقدی پوری تھی حتیٰ کہ قلم تک کو بھی نہیں چھیڑا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بازو پر گھڑی بھی موجود تھی۔ یعنی نہ تو کسی چیز کی کمی ہوئی۔اور نہ ہی زیادتی۔ لیکن کسی راہ گیر کا راستہ روک لینا کیا زیادتی نہیں ......! میں حیرات زدہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ میرا تجسس بڑھتا اور میں ان سے کوئی سوال پوچھتا۔ انہوں نے خود ہی بتا دیا کہ ہم کوئی ڈاکو لڑکیاں نہیں ہیں۔ اصل میں آپ کی سویٹر سے نمونہ اتارنا مقصود تھا۔

میں نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا! کہ اگر آپ نے نمونہ ہی اتارنا تھا تو مجھے سامنے کھڑا کر کے اتار لیتیں۔ میں کچھ دیر ٹھہر جاتا لیکن یہ سارا ڈرامہ رچانے کا مقصد کیا تھا۔

آپ نے تو مجھے جیتے جی قبر میں اتار دیا۔ اس پر لڑکیوں نے شرماتے ہوئے کہا!

ہمیں ڈر تھا کہ کہیں آپ آنکھوں کے راستے ہمیں دل میں ہی نہ اتار لیں، اس لئے ہم نے سوچا کیوں نہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر نمونہ اتار لیں۔"

کٹ پیس

میں فٹ پاتھ پر بیٹھا دانت نکال رہا تھا۔ اپنے نہیں بلکہ دوسروں کے کیونکہ پیشے کے اعتبار سے میں ایک دندان ساز ہوں۔ اتنے میں نہایت معتبر شخص میرے پاس آئے۔ ایک نظر دیکھنے پر ہی میں فورا" انہیں پہچان گیا یہ وہی سکول کے ماسٹر صاحب تھے۔ جنہوں نے کلاس میں ایک دن مجھے دانت نکالنے پر سزا دی تھی اور آج میں دوبارہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا۔

لطیفہ :-

کیا آپ جانتے ہیں عورتیں ہونٹوں پر سرخی کیوں لگاتی ہیں۔
نہیں معلوم !۔ چلیں میں بتاتا ہوں۔ اس لئے کہ سرخ رنگ خطرے کی علامت ہوتا ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ ہونٹوں کے پیچھے کس قدر خطرناک چیز ہوتی ہے جسے حرف عام میں زبان کہتے ہیں اور جو قینچی کی طرح چلتی ہے۔

"مشاعرہ لوٹ لیا"

ایک شاعر کسی مشاعرے میں شرکت کے بعد واپسی پر جب گھر آئے تو ان کی حالت دیکھنے کے لائق تھی۔ ایک ہاتھ میں تھیلا پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں ٹوکری لٹکائے ہوئے تھے۔ اور اوپر سے قیامت یہ کہ کندھے پر ایک عدد توڑا بھی موجود تھا۔ کوئی شاعر نہ لوٹا ہو بلکہ جیسے دھوبی کا گدھا گھاٹ سے لوٹا ہو۔

گھر میں داخل ہوتے ہی بیگم! بیگم! کی صدائیں لگانا شروع کر دیں اور جب چاند بیگم کہیں نظر نہ آئی تو کہنے لگے!

بیگم آج میں نے مشاعرہ لوٹ لیا ہے

یہ دیکھو لوٹا ہوا مال

تھیلے میں ٹماٹر ہیں

اور توڑے میں جوتیاں ہیں۔ لیکن ان میں کوئی زنانہ جوتی نہیں ہے کیونکہ مشاعرے میں کوئی عورت نہیں تھی۔

بیوی آگے سے چڑھ کر بولتی ہے

اچھا! اچھا!

جلدی جلدی کپڑے بدل لو۔ کل بھی مجھے شرمندگی اٹھانا پڑی جب ایک سہیلی نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تمہارے شوہر کینٹین چلاتے ہیں کیا؟ تو میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا! نہیں وہ تو ایک "شاعر" ہیں۔

"آل راؤنڈر"

میں آپ کو ایک ایسے آل راؤنڈر کے بارے میں بتاتا ہوں جس پر جابجا آپ فخر کر سکتے ہیں۔ کرکٹ کے کھیل میں ان کی ٹیکنیک دوسرے کھلاڑیوں کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ڈیڈ بال کو ہک کرنا اور باؤنسرز کو شاپ کر لینا ان کی مخصوص ٹیکنیک تھی۔

وہ بیس سال تک انڈر 19 میں کھیلتے رہے اور جب قومی ٹیم میں آئے تو اس وقت تک بیٹ (Bat) سے رنز بنانے کی بجائے لاٹھی کا کام زیادہ لیتے تھے۔ وہ بیٹ کا سہارا لے کر گھٹنوں کریز پر کھڑے رہتے۔ اگر کوئی بال بیٹ سے زبردستی ٹکرا جائے تو آواز سنتے ہی دوڑ کر ایک رنز بنا لیتے تھے۔

جب وہ بیٹنگ کر رہے ہوتے تو فیلڈروں کو آرام کرنے کا موقع مل جاتا اور سکورر بھی کچھ دیر ستا لیتے تھے۔ حتیٰ کہ کمنٹیٹر کا منہ وہ بند کرا دیتے۔ ان کی طوفانی بیٹنگ کے سامنے کوئی بھی باؤلر ایک اوور (Over) سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ سنچریاں بنانے میں وہ کچھ بد قسمت واقع ہوئے ہیں۔ وہ بیسیوں مرتبہ بد قسمتی سے اس وقت آؤٹ (Out) ہو جاتے جب سنچری میں صرف (99) رنز درکار ہوتے تھے۔

فیلڈنگ میں پھرتی کا یہ عالم تھا کہ گیند (Ball) ان کے پیچھے پیچھے اور وہ گیند کے آگے آگے دوڑ رہے ہوتے ہیں جیسے دونوں میں یہ شرط لگی ہو کہ دیکھتے ہیں پہلے باؤنڈری لائن کون کراس کرتا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ایک مثالی فیلڈر کی حیثیت سے منوایا۔ اس کا اندازہ یوں کیجئے کہ آج تک انہوں نے کوئی کیچ (Catch) نہیں چھوڑا۔ کیونکہ انہوں نے کسی بال پر ہاتھ نہیں ڈالا۔

باؤلنگ کے شعبہ میں بھی ان کا ہم پلہ کوئی نہیں تھا۔ طوفانی بیٹنگ کی طرح باؤلنگ بھی طوفانی کراتے۔ چوکوں، چھکوں کی بارش کراتے اور کبھی کبھی کپتان کی طرف سے گرج

چمک بھی ہوتی رہتی۔

کرکٹ کے مبصرین نے پیش گوئی کی ہے کہ اگر باؤلنگ میں ان کی کارکردگی یہی رہی تو پھر ہر بیٹسمین کے لئے برائن لارا کا (375) رنز کا ورلڈ ریکارڈ توڑنا کوئی مشکل نہیں رہے گا اور یہی ایک منجھے ہوئے باؤلر کی پہچان ہونی چاہیے کہ وہ بیٹسمین سے خود پوچھے

"بتا تیری رضا کیا ہے"

○

پہلا بھکاری: آج میرا لاکھوں کا بزنس تباہ ہو گیا ہے۔

دوسرا بھکاری: وہ کیسے؟

پہلا بھکاری: کیونکہ میرا کشکول ٹوٹ گیا ہے۔

○

ایک شخص درزی کو شلوار قمیض سینے کے لئے دیتا ہے۔ اور اسے تاکید کرتا ہے کہ جیبیں نہیں رکھنی۔
جب وہ کپڑے لینے آتا ہے تو درزی پیسوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ شخص درزی سے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس پیسے ہوتے تو میں جیبیں نہ رکھواتا۔

○

ایک بیوی اپنے شوہر کو ڈانٹ رہی تھی۔ کہ تم اتنی گھٹیا لپ اسٹک لائے ہو کہ ہونٹوں پر لگاتے ہی خارش شروع ہو گئی ہے۔ پتہ نہیں اس میں کیا چیز شامل ہے۔
شوہر نے طنزیہ لہجہ میں کہا
میرے خون اور پسینے کے سوا تو اس میں کوئی اور ایسی چیز شامل نہیں ہے۔

○

صبح ہی صبح جب شوہر بن ٹھن کر تیار ہوئے تو بیگم نے پوچھ ہی لیا کہ آج کہاں جانے کے ارادے ہیں۔

شوہر نے کہا' میں اپنے ایک دوست کی شادی پر جا رہا ہوں

بیگم کو اپنے شوہر کی یہ بات ناگوار لگی اور تلملا کر بولی!

کیا ہرایرے وغیرے کی شادی پر جانا ضروری ہوتا ہے۔

شوہر نے کہا' کہ کل میری شادی پر میرا دوست میرے ساتھ تھا۔ اور آج اگر اس پر برا وقت آیا ہے تو میں اسے کیسے تنہا چھوڑ سکتا ہوں۔

○

ایک نئے ماڈل کی کار مال روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ میں اور میرا دوست موٹر بائیک پر کار کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ کار کی پچھلی سیٹ پر سیمنٹ کی بوری شیشے سے صاف نظر آ رہی تھی۔ میرا دوست کہنے لگا یار اتنی قیمتی کار میں سیمنٹ کا توڑا کچھ عجیب سا لگ رہا ہے

میں نے کہا کہیں بات پکی کرنے جا رہے ہیں۔

ایک امیدوار اپنے حریف سے کہتا ہے کہ تم مجھ سے منہ مانگے دام لے لو اور میری حمایت میں بیٹھ جاؤ۔

دوسرا امیدوار جواب دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں کم یا زیادہ مانگ لوں۔

بہتر یہی کہ تم میرے اوپر روپوں کا اتنا بڑا گٹھا لا کر رکھ دو جس کے بوجھ سے میں خود بخود بیٹھ جاؤں۔

ایک لڑکا سگریٹ پیتا تھا۔ محلے والوں میں کوئی اس کے گھر باپ سے شکایت کرنے گیا۔ لیکن الٹے قدموں واپس لوٹ آیا۔ یہ دیکھ کر کہ باپ بیٹا اکٹھے بیٹھ کر سگریٹ پی رہے ہیں۔

باپ ___ منے دیکھو گھڑی پر کیا ٹائم ہوا ہے

منا دیر تک گھڑی پر نظریں جمائے دیکھتا رہا۔

باپ نے دوبارہ پوچھا منے میں نے تم سے ٹائم پوچھا ہے اور تم گھڑی پر سے نظریں ہی نہیں ہٹا رہے ہو۔

منا معصومیت سے بولا کہ ابو سوئی ایک جگہ رکے گی تب ہی تو میں آپکو صحیح صحیح وقت بتا سکوں گا! نا

کالا گلاب

بیٹا (اپنی ماں سے) ماں تم تو کہتی تھی لڑکی گلاب کا پھول' ہے

لیکن وہ تو کالی کلوٹی ہے میں نے نہیں کرنی اس سے شادی۔

ماں آگے سے کہتی ہے بیٹا

میں نے جھوٹ تھوڑا ہی بولا تھا کیا تم نے کالا گلاب نہیں دیکھا......!

○

ایک مولوی صاحب تقریر کر رہے تھے جب آپ لوگ قبرستان سے گزریں تو (السلام و علیکم یا اہل القبور) پڑھ لیا کریں
مجلس میں سے کسی نے پوچھا اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو....!
اس سے پہلے کہ مولوی صاحب جواب دیتے پیچھے سے ایک مردانہ آواز آئی
"تے فیر سلوٹ مار کے لنگ جاؤ"

○

میری بیوی اور بیویوں سے مختلف ہے جب میرے رشتہ دار آتے ہیں تو وہ خوب گرم جوشی سے ان کا استقبال کرتی ہے ان کی خوب آؤ بھگت کرتی ہے۔ ان کے لئے مزے دار کھانے پکاتی ہے نرم سے نرم بستر بچھاتی ہے اور جب وہ جاتے ہیں تو ان کو تحفے' تحائف دے کر رخصت کرتی ہے۔
میرے ان رشتہ داروں میں میری سالیاں' سالے' ساس اور سسر قابل ذکر ہیں۔

ایک ضعیف العمر شخص ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے ڈاکٹر اسے طاقت کا سیرپ دے کر چلتا کر دیتا ہے۔ وہ گھر جا کر بوتل کا لیبل پڑھتا ہے جس پر یہ عبارت درج ہوتی ہے۔ استعمال سے پہلے بوتل اچھی طرح ہلائیں؟

وہ دوبارہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرے لئے طاقت کے انجکشن بھی لکھ دیں جن کے لگوانے سے مجھ میں اتنی قوت آجائے کہ میں بوتل کو اچھی طرح ہلا سکوں۔

بیگم اپنی ملازمہ سے (جو شکل و صورت سے کسی شہزادی سے کم نہیں لیکن حالات نے اسے ملازمہ بنا دیا ہے) جاؤ دیکھ کر آؤ کہ صاحب سو رہے ہیں

ملازمہ جب کمرے میں گئی تو صاحب جاگ رہے تھے لیکن ملازمہ کو دیکھ شرارت سے ایک آنکھ بند کر لی ملازمہ واپس آکر بولی بیگم صاحبہ! بیگم صاحبہ صاحب جی آدھے جاگ رہے ہیں اور آدھے سو رہے ہیں۔

○

ایک سینئر پولیس افسر کو جب ڈاکوؤں نے قتل کر دیا اور پولیس چوبیس 24 گھنٹے کے دوران بھی ملزمان کو پکڑ نہ سکی تو مقتول کے قریبی رشتہ دار نے اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ مقتول اپنے پیشے میں بہت طاق تھے اگر وہ خود زندہ ہوتے تو اتنی دیر میں اپنے قاتلوں کو ضرور پکڑ چکے ہوتے۔

○

سبق

ہمارے لئے قومی ہیروز کا کردار مشعل راہ ہونا چاہئے۔
آپ دیکھیں عمران خان نے اب شادی کی ہے جس سے ہم کو یہ سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہمیں جوانی میں شادی کر کے اپنی جوانی کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔ اور جب آدمی بڑھاپے کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دے تو اس وقت کسی کو اپنا سہارا بنائے۔

ایک اخبار نویس جب خالی ہاتھ آیا تو اخبار کے مالک نے پوچھا کہ تم کھلاڑیوں کے انٹرویو کیوں نہیں لائے اس پر اخبار نویس نے بتایا کہ جب میں نے ہاکی کے کھلاڑی سے انٹرویو لیا تو وہ ہر بات کو "گول" کر جاتا اور جب کرکٹ کے کھلاڑی سے کوئی سوال پوچھتا تو ابھی آدھا سوال میرے منہ میں ہی ہوتا کہ وہ اس کا جواب باؤنڈری لائن سے باہر پھینک دیتا اب آپ ہی بتائیں میں کیا کرتا۔

ایک شخص کو پولیس کسی جرم میں پکڑ کر لے گئی۔
پولیس کی لتروں سے اس بیچارے نے اپنی جان تھانے میں ہی دے دی اس کے بازو پر گھڑی اور جیب میں کچھ رقم تھی۔ یہ سارا مال پولیس نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ گھڑی تھانیدار صاحب نے رکھ لی اور رقم سپاہیوں نے آپس میں تقسیم کر لی اور لاش وارثوں کو لوٹا دی۔
مقتول کے باپ نے پولیس کے ہاتھوں اپنے بیٹے کی موت پر گریہ آہ و زاری کی اور ان کی توجہ اس طرف دلائی کہ اس کے بازو پر گھڑی اور جیب میں کچھ نقدی بھی تھی۔

اس پر ایک سپاہی نے کہا!
آپ اس کی فکر نہ کریں اس کی جان کے ساتھ مال بھی ہم نے تھانے میں لے لیا تھا کیونکہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا پولیس کا فرض ہے۔
آپ کا فرض صرف میت کو دفنانا ہے۔

○

شوہر! بیگم کیا کر رہی ہو۔
بیگم! رنگ گورا کرنے والی کریم لگا رہی ہوں۔
شوہر! ٹھیک ہے لگاؤ لیکن تھوڑی سی کریم اپنی زبان پر بھی لگا لینا تمہاری زبان بہت کالی ہے۔

○

خودکشی

ایک عرصے سے بارشیں نہیں ہوئیں۔ دریا سوکھے ہوئے ہیں بجلی کی بڑھتی ہوئی مانگ کے سبب اکثر گھروں کی بجلی ڈم رہتی ہے۔ ریلوے کا انتظام اتنا ناقص ہے کہ کبھی کوئی ریل وقت پر نہیں پہنچتی۔ اور پھر اوپر سے زہر بھی تو خالص نہیں مل رہا۔ ان حالات میں بھلا کوئی کیسے خودکشی کر سکتا ہے۔

○

امی ننھے عدنان کو ڈانٹ رہی تھی کہ تم نے پاجامے میں پیشاب کیوں کیا ہے۔
بچہ معصومیت سے بولا امی آپ ہی نے تو کہا تھا
"باتھ روم گندہ نہیں کرنا۔ مہمان آنے والے ہیں"۔

○

استاد: فارغ التحصیل کسے کہتے ہیں
شاگرو! جب ایک تحصیلدار تحصیل کے کاموں سے فارغ ہو جائے اور اس کا چھٹی کرنے کا وقت ہو جائے تو اس وقت اسے فارغ التحصیل کہتے ہیں۔

ایک ڈرائیور ہارن پر ہارن بجا رہا تھا اس کے سامنے سائن بورڈ پر لکھا بھی تھا "ہارن بجانا منع ہے"

اتنے میں ٹریفک پولیس کا سپاہی آجاتا ہے۔ وہ اسے کہتا ہے کہ میں تمہارا چالان کاٹوں گا کیونکہ تم لکھا دیکھ بھی رہے ہو کہ "ہارن بجانا منع ہے" لیکن پھر بھی مسلسل ہارن بجا رہے ہو۔

اس پر ڈرائیور کہتا ہے کہ میں اس لئے ہارن بجا رہا ہوں کیونکہ ہارن بجا کر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہارن بجانا کیوں منع ہے۔

بچہ کلاس میں فیل ہوا تو گھر جا کر اسے ابو سے خوب ڈانٹ پڑی

بچے نے معصومیت سے کہا! کاش میں بجلی ہوتا جو بار بار فیل ہوتی ہے لیکن اسے کبھی ڈانٹ نہیں پڑتی۔

ایک استاد کلاس میں لیکچر دے رہا تھا کہ ہمیں ہر حال میں ثابت قدم رہنا چاہیے
ایک لڑکا بولا ماسٹر صاحب میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا کیونکہ میرے پاؤں میں ایک انگلی نہیں ہے۔

عورتیں ایک لحاظ سے مردوں سے زیادہ عقل مند واقع ہوئی ہیں۔ وہ اس طرح کہ مرد پاؤڈر (ہیروئن) پیتے ہیں اور اپنی صحت بگاڑتے ہیں جبکہ عورتیں پاؤڈر لگاتی ہیں اور اپنے چہرے اور حسن کو مزید نکھارتی ہیں۔

سویرے سویرے

ماں باپ بچوں کے ساتھ کچھ اچھا نہیں کرتے انہیں سویرے سویرے سکول جانے کے لئے اٹھا دیتے ہیں اور وہ بے چارے مجبوراً کلاس روم میں بقیہ نیند پوری کرتے ہیں۔

کانٹے دار پھول

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

محبوب سوچتا ہے کہ وہ اپنی محبوبہ سے آخر کیا بات کرے۔ پھر اسے خیال آتا ہے آج موقع اچھا ہے کیوں نہ دل کی بات کہہ دوں۔

پھر وہ ہمت کر کے تین روائتی لفظ کہہ دیتا ہے۔

I Love You

محبوبہ مکھ موڑتے ہوئے آگے سے کہتی ہے

"دُر پھٹے منہ"

محبوب خلاف توقع جواب پا کر پوچھتا ہے کہ میں نے تو سنا تھا آپ بات کریں تو پھول کھلتے ہیں لیکن آپ یہ کیسے پھول کھلا رہی ہیں محبوبہ کہتی ہے! پگلے تم نے ٹھیک ہی سنا تھا یہ بھی پھول ہیں لیکن "کانٹے دار پھول ہیں"

○

دو عورتیں آپس میں گفتگو کر رہی ہوتی ہیں پہلی عورت کہتی ہے میں نے تو اپنی بیٹی کی شادی ایک غریب گھر میں ہی کر دی ہے۔ شکر ہے بیٹی کا بوجھ سر سے اتر گیا ہے۔

دوسری عورت کہتی ہے لیکن میرا تو اکلوتا بیٹا ہے میں تو اس کے لئے کوئی اونچا گھر ہی ڈھونڈوں گی اس پر پہلی عورت کہتی ہے۔

پنڈی' اسلام آباد میں اونچا گھر ملنے سے رہا۔ تم مری کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہیں بہت اونچا گھر مل جائے گا۔ کیونکہ وہاں پر لوگ عموماً" پہاڑوں پر گھر بناتے ہیں۔

میں رخشندہ کا شوہر ہوں

رخشندہ سے جب میری پہلی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا! نعمان میں تمہیں ایک دوست سمجھوں یا اپنا بھائی۔

اس وقت میری نظریں مستقبل پر لگی ہوئی تھیں میں نے کہا تم مجھے بھائی نہ ہی کہو تو اچھا ہے بس امجھے ایک دوست ہی سمجھو۔ مجھے ایک ان جانا سا خوف تھا کہ کہیں بھائی کا رشتہ زندگی کے کسی موڑ پر رکاوٹ نہ بن جائے۔ کیونکہ بھائی ہمیشہ بھائی ہی رہتا ہے۔ جبکہ ایک دوست کی دوستی پیار میں بھی بدل سکتی ہے۔

اور آج ذہانت سے کیے ہوئے فیصلے ہی کی بدولت میں رخشندہ کا شوہر ہوں۔

کالی بلی

شوہر اپنی بیوی سے پوچھتا ہے جو کالج میں لیکچرار ہے کہ آج تم کالج نہیں گئی۔ تم تو کہہ رہی تھی آج کالج میں توہم پرستی کے موضوع پر کانفرنس ہو رہی ہے جس میں مجھے بھی توہم پرستی کے خلاف مقالہ ' پڑھنا ہے۔

بیوی کہتی ہے میں کانفرنس میں شرکت کرنے جا رہی تھی پر کیا کروں، "کالی بلی" نے میرا راستہ کاٹا اور میں انہی قدموں پر واپس آگئی۔

○

شوہر: آج، میرا جنم دن ہے

بیوی: (جو ذرا کم سنتی تھی) تیرا آج ہوا تو کیا۔ میرا تو ہر دن جنم دن بنا رکھا ہے تم نے

○

ایک روپے کا سوال ہے! بابا

میں لان میں بیٹھا اخبار کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ ملازم نے آکر بتایا باہر سیٹھ عابد اپنی پجارو میں آئے ہیں میں نے انہیں اندر بلوا لیا۔ چائے وائے پلائی۔ باتوں باتوں میں انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ کہنے لگے آج میں نے اپنا بینک بیلنس پتا کرایا۔ تو معلوم ہوا کہ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے روپے ہو چکے ہیں (9999999) میں فوراً ان کے اندر دبی ہوئی خواہش بھانپ گیا اور بٹوے سے ایک روپے کا کھڑکھڑاتا ہوا نوٹ نکال کر ان کے آگے رکھ دیا۔ سیٹھ عابد خوشی سے اچھل پڑے کیونکہ اب وہ کروڑ پتی بن چکے تھے۔

کٹ پیس

میں ایک ادارے میں معمولی کلرک تھا۔ افسران بالا کو میری دیانتداری کانٹا بن کر چبھتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے مجھے نوکری سے برخاست کرنے کے لئے نئے نئے حربے استعمال کئے۔ مجھ پر جو الزامات لگائے گئے وہ خاصے دلچسپ تھے۔ مجھ پر تانگوں کے شیشے توڑنا' ریل گاڑی کے سے ہوا نکالنا ویل کپ اتار کر کباڑیوں کے ہاتھ فروخت کرنا اور ایک سیٹھ سے اس کی گدھا گاڑی کی چابیاں چھیننے کے الزامات لگائے گئے یہ الزامات اتنے ٹھوس تھے کہ میں خود کو بری الذمہ ثابت نہ کر سکا۔

○

ڈراپ سین

میں نے بہت سی فلمیں دیکھیں ہیں۔ لیکن ایک فلم ہمیشہ یاد رہے گی جس میں فلم کے (End) تک نہ تو ہیرو' ہیروئن آپس میں پیار بھری باتیں کرتے ہیں نہ ہی دونوں ایک دوسرے کے ناز نخرے اٹھاتے ہیں اور نہ ہی دونوں پر کوئی گانا پکچرائز ہوتا ہے پوری فلم کے دوران ولن بھی کہیں نظر نہیں آیا۔

یہ فلم ماضی میں بنی تھی۔ لیکن اس کی مانگ میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آج بھی یہ فلم دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہے۔ شاید ہی مستقبل میں کوئی اور فلم اس کی جگہ لے سکے۔ مختلف مذاہب' رنگ و نسل اور زبانیں بولنے والوں میں یہ فلم یکساں مقبول ہوئی آپ جان چکے ہوں گے وہ فلم کونسی ہے۔ وہ فلم آج ہی میں نے بھی بازار سے اپنے کیمرے میں ڈلوائی ہے۔

ڈراپ سین

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اپنے ہی گھر کے افراد تھے۔ جن بدنصیبوں میں کسی کے تو پاؤں کٹ چکے تھے اور کسی کے کان اور سر غائب تھے اور بعضوں کے ہاتھ اور بازو ساتھ نہیں تھے۔ لیکن یہ سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی اس کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور اس نے عزم و حوصلہ کا مظاہرہ کیا وہ برابر یہی سوچ رہا تھا کہ میں نے دو ٹکے کے ملازم پر کیوں اندھا اعتماد کیا۔ کاش 'کاش میں اس نالائق کرمو کے ہاتھ کیمرہ نہ دیتا۔

○

لباس

برا ہو اس مغربی تہذیب کا جس نے ہمیں ایسا لباس دیا جسے پہن کر بھی انسان ننگا رہتا ہے۔ اب تو دوسروں کا گریبان جھانکنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ وہیں کھڑے کھڑے سب کچھ نظر آجاتا ہے۔

○

کٹ پیس

پارک میں کچھ لڑکیاں تفریح کے لئے آئی تھیں ایک لڑکی اپنی سہیلوں کو بتا رہی تھی کہ میں اس لڑکے سے شادی کروں گی جو میری زندگی میں رنگ بھر دے....!
کچھ فاصلے پر لڑکوں کی ٹولی بھی بیٹھی تھی۔ ایک لڑکے کے کان میں جب یہ آواز پڑی تو وہ چونک کر بولا۔
محترمہ میں آپ کے لئے بڑا سوٹ ایبل (Suitable) رہوں گا۔ اس لئے کہ میں ایک رنگ ساز ہوں۔

○

کٹ پیس

پچھلے دنوں ہمارے محلے میں ایک بے جوڑ شادی ہوئی۔ اس کے باوجود کہ لڑکی لڑکے کا تعلق متوسط گھرانے سے تھا۔ دونوں کی عمروں میں بھی کوئی واضح فرق نہیں تھا۔ جہاں لڑکی بہت خوبصورت تھی وہاں لڑکا بھی کسی شہزادے سے کم نہیں تھا لیکن پھر بھی دونوں کے کام میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ لڑکی ایئر ہوسٹس تھی جبکہ لڑکا بس کنڈیکٹر۔

بغیر آپریشن کے علاج

ہمارے ایک جاننے والے اپنی بیوی کو ڈاکٹر کے پاس لے گئے اور ڈاکٹر سے کہا کہ ان دنوں میں اپنی بیوی کے متعلق بہت پریشان ہوں۔ اگر میں اس سے تین دفعہ کچھ کہوں تو یہ صرف ایک دفعہ ہی سنتی ہے۔

ڈاکٹراس کی بیوی کے لئے کان کا آپریشن تجویز کرتا ہے اور اس کے شوہر سے کہتا ہے کہ آپ 25 ہزار کی رقم کا بندوبست کریں۔

اتنی بڑی رقم کا سن کر خدشہ تھا کہ شوہر خود بھی اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا۔ کلینک میں ڈاکٹر کے ایک دوست وکیل بھی آئے بیٹھے تھے۔ جو مذکورہ بالا شخص کی پریشانی کو بھانپ چکے تھے مشورہ دیا کہ میاں! آپ پریشان نہ ہوں اس مسئلے کا بغیر آپریشن کے حل بھی ہے۔

بس طریقہ ذرا وقت طلب ہو گا۔ آپ اپنی بیوی سے جو کچھ کہنا چاہیں گے وہ تین دفعہ کہنے کے بجائے نو دفعہ کہیے گا۔

چٹکلے

* بات وہ کرو جو دوسرے کے کان کھول دے۔ وہ بات نہ کرو جو دوسرے کا منہ کھول دے۔

* میرے دوست کا موٹر سائیکل کبھی پنکچر نہیں ہوا کیونکہ وہ چلاتا ہی اتنا تیز ہے کہ ٹائر زمین پر لگنے ہی نہیں دیتا۔

* فلم انڈسٹری والوں سے میری گزارش ہے کہ وہ خدا کے لئے اردو فیچر فلموں میں اردو اور فرنیچر کی تباہی تو نہ کریں۔

* آنکھیں دکھانے کے لئے نہیں بلکہ دیکھنے کے لئے ہوتی ہیں۔

* جہیز واقعی لعنت ہے کیونکہ یہ بغیر بیوی کے نہیں ملتا۔

* T.V یا V.C.R دیکھنے میں کوئی قید نہیں بشرطیکہ آن نہ ہوں۔

* ایک دن میں نے ریفریجریٹر کھولا تو اس میں صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر یہ عبارت لکھی تھی۔ صفائی نصف ایمان ہے۔"

* جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو وہ آبادی میں اضافہ کرتا ہے لیکن جلد ہی اسے اپنی اس غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ جاتے ہوئے آبادی میں کمی کر جاتا ہے۔

* ریڈیو اونچا بجائیے ہو سکتا ہے آپ کے پڑوسیوں میں کوئی اس نعمت سے محروم ہو۔

* میں نے قائد اعظم کو قریب سے دیکھا ہے ایک دن وہ تقریر کر رہے تھے تو میں T.V کے قریب ہی بیٹھا تھا۔

* بظاہر ایک تمباکو نوش سگریٹ ختم کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں سگریٹ اسے ختم کر رہا ہوتا ہے۔

* اس لڑکی سے اظہار محبت کرو۔ جس کے پاؤں میں جوتی نہ ہو۔

* ضروری نہیں انہی لوگوں کا وقت قیمتی ہو جن کی کلائی پر قیمتی گھڑی بندھی ہو۔

* ایک غریب نے گھر کا خرچہ چلانے کے لئے گھر بیچ دیا۔

* مجھے جس لڑکی سے پیار تھا وہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اب میرا جی چاہتا ہے جان دے کر جان چھڑا لوں

○

* "دریا دلی"

"جب ان کے گھر والے میری شادی کی تاریخ مانگنے آئے تو ابو نے پورا کیلنڈر ہی ان کے ہاتھ میں تھما دیا"

* ایک حکیم نے یہ دعوی کیا ہے کہ اگر عینک والا جن میرا تیار کیا ہوا سرمہ باقاعدگی سے آنکھوں میں ڈالتا رہے تو ایک ہفتے کے اندر اس کی عینک اتر سکتی ہے اور اسے دن کو بھی تارے نظر آنے لگ جائیں گے۔

* ڈاکٹر نے ایک عورت کے منہ میں تھرما میٹر رکھا بخار چیک کرنے کے لئے۔

قریب ہی اس کا خاوند کھڑا تھا اس نے سرد آہ بھر کے کہا! ڈاکٹر صاحب آج پہلی بار انہیں

خاموش دیکھ رہا ہوں۔

* کہتے ہیں پہلے پہلے گاجر اور مولی دونوں کے رنگ سفید تھے۔ لیکن پھر ایک دن مولی نے گاجر کے سامنے ایک سفید جھوٹ بولا جس سے گاجر غصے سے لال سرخ ہو گئی۔

* ایک لڑکی اپنے بوائے فرینڈ سے پوچھتی ہے

"تمہارے دل میں میرے لئے محبت کتنی ہے"

لڑکا کہتا ہے

"بی جمالو! پہلے تم تو بتاؤ تمہارے اکاونٹ میں رقم کتنی ہے۔

"ہسپتالوں کی حالت زار"

ہسپتال تو وہ جگہ ہے جہاں سے مریض صحت یاب ہو کر نکلتے ہیں لیکن ہمارے ہسپتالوں میں اگر کوئی صحت مند شخص ایک بار چلا جائے تو وہ بیماریاں لے کر نکلتا ہے۔

ڈاکٹر بننے سے پہلے سب دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دکھی انسانیت کی خدمت کریں گے لیکن جب وہ ڈاکٹر بن جاتے ہیں تو الٹا دکھی انسانیت سے اپنی خدمت کرواتے ہیں۔

ایک غریب کیلئے ہسپتال تک رسائی بہت مشکل ہے اس لیے وہ گھر میں ہی مرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ ویسے تو آجکل ہسپتالوں میں پیدا ہونا اور مرنا ایک فیشن بن گیا ہے۔ جو زیادہ تر امیروں میں رواج پا رہا ہے۔ امیر کا بچہ ہسپتال میں پیدا ہوتا ہے۔ اور مرتا بھی جا کر ہسپتال میں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ پیدا تو زنانہ وارڈ میں ہوتا ہے لیکن مرتا مردانہ وارڈ میں ہے۔ لیکن یہ کہاں کی مردانگی ہے۔

ہسپتالوں کی حالت زار پر زار وقطار رونا آتا ہے ۔ ہسپتال میں پرچی بنوانے کیلئے مریض کو لمبی قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے ۔ اکثر و بیشتر مریض کی لمبی زندگی اس لمبی قطار کے آگے بے بس نظر آتی ہے اور اس سے پہلے کہ مریض ڈاکٹر سے ملے خالق حقیقی سے جا ملتا ہے۔

اگر ایک ہسپتال میں تین سو (300) بستروں کی گنجائش ہے تو پچاس ساٹھ مریضوں کو ہی بستر مل سکتا ہے ۔ کیونکہ باقی بستروں پر ان مریضوں کے عزیز و اقارب جو انکی بیمار پرسی کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں انھوں نے اپنا قبضہ جمایا ہوتا ہے ۔

آپ نے اکثر سنا ہوگا۔

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور کچھ اسی قسم کی صورت حال مجھے ہسپتال میں نظر آئی میں آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا ' جو ایک مریضہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا تھا۔

تیری آنکھوں میں پیار کا کوئی پیغام نہیں
تجھ کو اپنا نہ بنایا تو میرا نام نہیں

ایک دفعہ مجھے E.N.T کان ' ناک اور گلے کے اسپیشلسٹ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا وہ فون پر اپنی محبوبہ کی فرمائشیں نوٹ کر رہا تھا۔

" کان کیلئے بالیاں ' ناک کیلئے نتھلی ' اور گلے کیلئے ہار اور لاکٹ وغیرہ وغیرہ

میرے اچانک جانے پر ڈاکٹر کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ' نہ ہی اس نے

ناک چڑھایا اور نہ کوئی گلہ کر سکا۔ تقریبا سبھی ہسپتالوں میں ایک آپریشن تھیٹر ہوتا ہے۔

جہاں آپریشن کم اور تھیٹر زیادہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مریض کی چیر پھاڑ کرنے سے پہلے اپنے منہ پر نقاب چڑھا لیتے ہیں ' تاکہ پہچانے نہ جائیں لیکن اگلے جہاں وہ ضرور پہچانے جائیں گے۔

ہر ہسپتال میں ایک بلڈ بینک ہوتا ہے جہاں "خون" ہوتا ہے۔ لیکن اب تو دوسرے بنکوں میں بھی خون ہو رہا ہے۔

ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ تقریبا سبھی ہسپتالوں میں ایک مسجد بھی ہوتی ہے

۔ جہاں اکثر مریض اپنی زندگی کی آخری نماز ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک مشہور مثل ہے:۔

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

چونکہ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا لباس سفید ہے اس لئے اگر کوئی مریض زندگی میں ایک بار ان سفید پوشوں کے ہاتھ لگ جائے تو اس بے چارے کو جلد ہی سفید لباس (کفن) پہنا کر چھوڑتے ہیں۔

شاید اسی موقع پر کہتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔

ایک اور غور طلب بات یہ ہے کہ ہسپتالوں میں مریضوں کو جو کھانا دیا جاتا ہے ' اس سے اچھا کھانا جیل میں قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ اسکا مطلب تو یہی ہوا کہ ایک قیدی کی نسبت مریض زیادہ قصوروار ہے۔

عام طور پر تو ہسپتال میں صرف مریض ہی کو مرنے کی اجازت ہے ۔ لیکن ایک دفعہ ایک ڈاکٹر کی موت (Death) ہو گئی چونکہ وہ بڑا مہنگا اور قابل ڈاکٹر تھا ۔ اس نے اپنا علاج اس لیے نہیں کیا کہ اسکی فیس بہت زیادہ تھی اور دوسروں سے علاج اس لیے نہیں کروایا کہ اسے پتہ تھا کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ۔

حکومت جہاں ہسپتالوں میں بستروں کا بندوبست کرتی ہے ۔ بلڈ بینک ' آپریشن تھیٹر ' مسجد اور پارکوں کا قیام عمل میں لاتی ہے وہاں اگر ایک قبرستان کا اضافہ بھی کر دے تو کوئی مضائقہ نہ ہو گا ۔ اس طرح ایک سال میں قبرستان کا سائز جسقدر بڑھے گا ۔ اسقدر ڈاکٹروں کی کارکردگی کا اندازہ ہوتا رہے گا ۔

لیکن ڈاکٹروں کی کارکردگی اتنی بری نہیں ہونی چاہیے کہ کچھ سال بعد ہسپتال کو ہی قبرستان میں مدغم کرنا پڑ جائے ۔

اس وشت میں اک ہسپتال تھا
وہ کیا ہوا ۔۔۔۔ آوارگی

آخر میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ
کیا ہسپتالوں میں مریض شفا پا رہے ہیں ؟
" یا "
جا رہے ہیں '

میرا ایک دوست جو کافی عرصے سے ہسپتال میں ایڈمٹ (Admit) ہے اسے کیا بیماری ہے یہ ایک ڈاکٹر ہی بتا سکتا ہے لیکن جہاں تک ہمیں اپنی بابت بتاتا

ہے۔

اگر سب ڈاکٹروں کو چھانٹ دیں

اور ساری نرسیں مریضوں میں بانٹ دیں

تو پھر میں کیا بلکہ سارے مریض صحت یاب ہو جائیں گے۔

O

جب آئینہ ایجاد نہیں ہوا تھا

آئینہ ایجاد ہونے سے قبل انسان گھڑے میں اپنا منہ دیکھا کرتا تھا۔ یعنی گھڑے کے پاس جانے کے اسکی نظر میں دو مقاصد تھے۔ ایک پیاس بجھانے کیلئے اور دوسرا گھڑے میں اپنا منہ دیکھنے کیلئے۔

آج کے دور میں اگر کوئی گھڑے کے پاس جاتا ہے۔ تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ پانی پینے جارہا ہے لیکن اس وقت جب کوئی گھڑے کے پاس جاتا تھا تو دوسرا بندہ قطعی

طور پر نہیں سمجھ سکتا تھا کہ پانی پینے جا رہا ہے یا منہ دیکھنے۔ کیونکہ گھڑے میں پانی پینے یا منہ دیکھنے کیلئے تقریباً ملا جلا عمل کرنا پڑتا ہے۔

۱۔ پہلے ٹہلنے کے انداز میں گھڑے کے پاس جاؤ

۲۔ پھر پیالہ اٹھاؤ

۳۔ اور پھر ڈھکنی اتارو

۴۔ اور پھر منہ دیکھو یا پانی گھڑے سے براستہ منہ اور حلق جسم کے اندر اتارو

یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پرانے زمانے کے لوگ بڑے ذہین ہوتے تھے اگر انھوں نے پانی پینے کے ساتھ ساتھ منہ بھی دیکھنا ہوتا تھا تو پہلے

پیالہ اٹھا کر اور چھوٹی اتار کر منہ دیکھتے کیونکہ اس وقت گھڑے میں پانی ٹھہرا ہوا ہوتا تھا۔ بصورت دیگر اگر پہلے وہ پیاس بجھاتے تو جب پیالے میں پانی ڈالنے کیلئے گھڑا الٹایا جاتا تو پانی میں ہلچل سی ہو جاتی اور اپنی شکل دیکھ کر یہی اندازہ کرتے جیسے اللہ ہو کا ورد کر رہے ہوں۔

جب آئینہ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ تو انسان اپنے آپ کو دوسروں جیسا ہی تصور کرتا تھا۔ اگر کسی کے ہاتھ پاؤں گورے چٹے ہوتے تو اسے یقین ہوتا تھا کہ اسکا منہ بھی گورا چٹا ہو گا۔ اور اگر کسی کے ہاتھ پاؤں کالے ہوتے تھے تو اسے منہ کالا ہونے پر ذرا بھی گمان نہیں ہوتا تھا۔

الغرض جب آئینہ ایجاد نہیں ہوا تھا تو تب بھی ایک اہم مسئلہ درپیش رہتا تھا۔ اور اب جبکہ آئینہ ایجاد ہو چکا ہے تو تب بھی یہی مسئلہ درپیش رہتا ہے کہ ہم خود تو آئینہ بڑے شوق سے دیکھتے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا ہمیں آئینہ دکھائے تو ہم ناراض ہو جاتے ہیں۔

تھرڈ امپائر اور بے روزگاری

جب ہم کرکٹ کھیلتے تھے یا دیکھتے تھے تو اس وقت صرف دو ایمپائر ہوا کرتے تھے ۔ ایک باؤلنگ اینڈ پر ایمپائرنگ کے فرائض سرانجام دیتا تھا اور دوسرا لیگ ایمپائرنگ کرتا تھا جسے لیگ ایمپائر کہا جاتا تھا لیکن حال ہی میں کرکٹ کی سرپرستی کرنے والے ممالک نے اب تھرڈ ایمپائر متعارف کروایا ہے ۔ حالیہ ورلڈ کپ میں آپ نے تھرڈ ایمپائر کا کردار دیکھا ہو گا۔

یہ ضروری نہیں کہ کھیل میں صرف کھلاڑی ہی جگہ بنا سکتے ہیں ۔ جبکہ ایمپائروں کو بھی اپنی جگہ بنانے کا حق حاصل ہونا چاہئے اگر آج دو کی جگہ تین ایمپائروں کی ضرورت محسوس ہوئی تو کل تین کی جگہ چار کی ضرورت بھی محسوس ہو سکتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ ضرورت اور بھی بڑھ سکتی ہے اور ممکن ہے صورت حال ایسی ہو جائے کہ نو بال کا علیحدہ ایمپائر ڈیڈ بال کا علیحدہ ' اسی طرح وائیڈ بال کہ علیحدہ اور فضا میں انگلی لہرانے کیلئے علیحدہ ایمپائر ہو ' اور خدا کرے اس طرح بیروزگاری کا خاتمہ ہو جائے۔

کرکٹ کے میدان میں ایک وقت میں تیرہ کھلاڑی سرگرم ہوتے ہیں اور تیرہ ہی ایمپلائر ہو جائیں تو
کوئی قیامت نہیں آجائے گی ۔
یعنی ہر کھلاڑی کا اپنا اپنا ایمپلائر ہو
اگر مقصد صرف بے روزگاری کو ختم کرنا ہے

لطیفہ

بیوی ضد کر رہی تھی کہ اب مجھ سے گھر کا کام نہیں ہوتا لہٰذا تم ملازمہ رکھ لو۔ لیکن خاوند کی لگی بندھی تنخواہ میں بمشکل گزارہ ہو سکتا تھا۔ ملازم رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ گھر میں اکثر اسی بات پر میاں بیوی کے درمیان تو تڑاق ہوتی رہتی تھی اور اس سے پہلے کہ نوبت تو تڑاق سے طلاق تک پہنچتی ایک دن خاوند نے بیوی کو سمجھایا کہ

سارا کام میری ماں اور بہنیں کرتی ہیں۔

جھاڑو وہ دیتی ہیں

کپڑے وہ استری کرتی ہیں

کھانا وہ پکاتی ہیں

برتن وہ مانجھتی ہیں

اور تم

کام کی نہ کاج کی دشمن اناج کی

اللہ تعالیٰ نے تمہیں دو ہاتھ دیئے ہیں آخر کس لئے۔

بیوی کہنی سے کلائی تک چوڑیاں چھنکارتی ہوئی بولی

" اللہ تعالیٰ نے مجھے دو ہاتھ چوڑیوں کو رکاوٹ ڈالنے کیلئے دیئے ہیں تاکہ بازو سیدھے رکھتے وقت چوڑیاں دھڑام سے نیچے نہ گر پڑیں۔

"دوپٹہ"

میرے پیارے اللہ میاں یہ کیسا وٹہ سٹہ ہے
N.T.M. کا سر ہے ننگا P.T.V. پہ دوپٹہ ہے

دوپٹے کو آنچل (آن چل) بھی کہتے ہیں یعنی جس کے بغیر عورت کی آن چلی جاتی ہے۔

دوپٹہ عورت کا وہ لباس ہے جو سر ڈھانپنے کے کام آتا ہے۔ دوپٹہ سر پر رہے تو اچھا ہے مگر ہماری عورتیں اسے صرف گلے میں ڈالتی ہیں۔ حالانکہ دوپٹے کا اصل مقام سر ہے۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کا مقام بدلتا رہتا ہے۔ کبھی اوپر سے نیچے اور کبھی نیچے سے اوپر یعنی کبھی سر پر اور کبھی گلے میں۔

مارشل لاء دور میں ضیاء صاحب کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے۔ کہ انھوں نے ٹیلی ویژن کی اناؤنسرز اور نیوز کاسٹرز کے لئے دوپٹہ اوڑھنا لازمی قرار دے دیا تھا اور ہم نے اپنی گناہ گار آنکھوں سے اس کی پابندی ہوتے ہوئے دیکھا بھی ہے۔ یعنی ٹی وی میں تھوڑا بہت اسلام نافذ ہو گیا تھا۔ اور مولوی ٹائپ لوگوں نے بھی تھوڑا بہت ٹی وی دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

کاش اگر زندگی وفا کرتی تو ضیاء صاحب فلموں میں بھی دوپٹے کا استعمال کروا کر چھوڑتے اور فلم کے شوقین دیکھتے کہ ان کی پسندیدہ ہیروئن دوپٹہ اوڑھ کر ڈانس کر رہی ہے۔ اور یہ ضیاء صاحب کا بڑی سکرین کے لئے ایک بڑا قدم ہوتا۔
دوسری طرف اس سے فلم انڈسٹری والوں کو بھی بڑا فائدہ پہنچتا کیونکہ مولوی حضرات کی بڑی تعداد سینما ہال کا رخ کرتی۔

لطیفہ

اردو کے پیپر میں سوال پوچھا گیا
کیا غالب آپ کو پسند ہیں ؟
ایک لڑکی نے جواب میں لکھا۔ اللہ قسم غالب مجھے تو بہت پسند ہیں۔ لیکن آج کل لڑکی کی پسند و ناپسند کو کون پوچھتا ہے۔
ذرا غالب سے بھی پوچھیں انھیں میں کیسی لگتی ہوں۔

لطیفہ

ریڈیو پر نسیم بیگم غزل سرا تھی ۔ ماں نے کہا ۔ بیٹا ریڈیو بند کر دو ۔ اذان ہو رہی ہے ۔ بیٹے نے فوراً ماں کے حکم کی تعمیل کی اور ریڈیو آف کر دیا اور اپنی سریلی آواز میں غزل کا مصرع گنگنانے لگا ۔

نام لے لے کے تیرا ہم تو جیئے جائیں گے۔

○

لطیفہ

کلاس میں ماسٹر صاحب نے سوال پوچھا۔
سقراط نے جس پیالے میں زہر پیا تھا وہ کہاں ہے ؟
شاگرد
دائیں بائیں دیکھ کر
ماسٹر صاحب پتا نہیں
لیکن اگر آپ نے زہر میرا مطلب ہے پانی پینا ہے تو الماری میں گلاس پڑا ہے ۔

لطیفہ

ماسٹر صاحب

ہاتھوں کے طوطے اڑنا کو جملے میں استعمال کرو

شاگرد

میں نے جیسے ہی دستانے اتارے میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

کٹ پیس

میرا پسندیدہ مضمون تاریخ ہے۔ کیونکہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ جبکہ دوسرے تمام مضامین ہمیں خود دہرانے پڑتے ہیں۔

تھانیدار

تم چوری ' ڈکیتی ' راہزنی اور قتل کی وارداتوں میں ملوث ہو

ملزم

مجھے فخر ہے کہ آپ میرے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہیں۔

غلط فہمی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھیں اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ اندھیرے میں اندھیرا نظر آتا ہے۔

پہلا شخص
میں شادی شدہ ہوں اور جب میں کوئی کنوارہ دیکھتا ہوں تو مجھے اس پر رشک آتا ہے۔
دوسرا شخص
میں کنوارہ ہوں اور جب میں کوئی شادی شدہ دیکھتا ہوں تو مجھے اس پر ترس آتا ہے۔

پہلا دوست
تم جانتے بھی ہو کہ لڑکی ایک ہاتھ سے معذور ہے لیکن پھر بھی تم نے کیا سوچ کر اس سے شادی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

دوسرا دوست

بس یہی سوچ کر کہ کم از کم وہ میری تنخواہ دونوں ہاتھوں سے تو نہیں لٹائے گی۔

ماں .... بیٹا تم سادگی سے شادی کرو گے یا دھوم دھام سے

بیٹا .... امی مجھے تو دونوں پسند نہیں ہیں آپ کسی تیسری کا نام لیں۔

مریض

ڈاکٹر صاحب میرے لئے کوئی ایسا علاج تجویز کریں جس سے نزلہ ' زکام اور فلو جڑ سے ختم ہو جائے۔

ڈاکٹر

اس کے لئے آپکو ناک کٹوانی پڑے گی۔

گاہک بیرے سے ....

آلو مٹر کے علاوہ کچھ اور ہے پکا ہوا ؟

بیرا

جی ہاں

مٹر آلو بھی مل سکتے ہیں

ڈرائیور

آپ کس جرم میں میرا چالان کاٹ رہے ہیں

پولیس کانسٹیبل

تم نے اشارہ توڑا ہے

ڈرائیور

لیکن میں نے تو اشارے سے کافی ہٹا کر گاڑی گزاری ہے۔

○

دو شادیاں

ماں اپنے بیٹے سے کہتی ہے (جو دوسری شادی پر بضد ہے) تم ایک خوبصورت بیوی کے شوہر ہو ' تمہارا ایک چاند سا بیٹا اور گڑیا جیسی بیٹی ہے جب تم سسرال جاتے ہو تو سالیاں اور سالے تمہاری راہوں میں اپنی آنکھیں بچھاتے ہیں۔ تمہاری ساس اور سسر تمہیں اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے ہیں لیکن اس کے باوجود تم دوسری شادی کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو۔

بیٹا آگے سے اپنی مجبوری بتاتا ہے۔

میں " دو شادیاں " صرف اس نجومی کو مات دینے کے لئے کر رہا ہوں جسے اپنے علم نجوم پر بڑا گھمنڈ ہے میں اس کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہوں جس نے میرے ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر بتایا تھا کہ تمہاری قسمت میں صرف ایک ہی بیوی ہے۔

سخاوت

وہ بہت سخی تھے۔ اگر کوئی بھیک منگا آپ کے در تک آ جاتا تو اسے کچھ دے کر ہی رخصت کرتے چاہے سوغات میں دھکے ہی کیوں نہ ہوں۔

لڑکی والوں نے پوچھا۔ لڑکا کیا کام کرتا ہے۔
جی لڑکا بڑا دماغی کام کرتا ہے۔
کیا کسی دفتر میں کلرک وغیرہ ہے۔
جی نہیں
سبزی منڈی میں ٹوکری اٹھاتا ہے۔

میری بیگم کے دونوں ہاتھ اس وقت کوٹ کی جیبوں میں ہیں لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ اب بھی دنیا کی تمام بیگمات سے دو ہاتھ آگے ہے۔

فضلو کیا تمہاری بھینس دودھ دیتی ہے
جی نہیں! مجھے خود دوہنا پڑتا ہے۔

O

ایک ڈرامے کا منظر

امی بیٹی جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ آج مسز عابد اپنے بیٹے کے لئے تمہارا ہاتھ مانگنے آ رہی ہیں۔

بیٹی معصومیت سے جواب دیتی ہے۔

امی کیا ان کا بیٹا ہاتھوں سے معذور ہے جو وہ اس کے لئے میرا ہاتھ مانگنے آ رہی ہیں۔

امی اللہ نہ کرے وہ تو ایک مکمل انسان ہے۔ لیکن پھر بھی تمہارے بغیر اس کی زندگی نامکمل ہی ہے۔ وہ زندگی کی سانسیں تمہارے ساتھ لینا چاہتا ہے۔

ہاں سنو اس دفعہ مہمانوں کے سامنے بالکل سنجیدہ رہنا ہے۔ ایک موقع پر پہلے بھی تمہاری ہنسی نکل گئی تھی اور یوں اچھا بھلا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

بیٹی اچھا امی اب کی بار زبان پر تالا لگا کر رکھوں گی۔

امی ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے۔

ٹھیک ہے تالا لگا کر چابیاں مجھے دے دینا

ماں بیٹی میں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں سیٹھ عابد اپنی فیملی کے ساتھ آ جاتے ہیں۔ بیل بجنے پر ملازم دروازہ کھولتا ہے۔

مہمانوں کے استقبال کے لئے لڑکی (سپنا) کی ماں موجود ہوتی ہے۔ وہ خوش اخلاقی سے انھیں خوش آمدید کہتی ہوئی ڈرائنگ روم میں بٹھاتی ہے۔

سیٹھ عابد بڑے ہنس مکھ اور سلجھے ہوئے انسان ہوتے ہیں۔ اور ان کی بیگم بھی اپنے میاں کی تصویر لیکن بیٹا شاہد لاڈ پیار سے بگڑا ہوا ' آداب محفل سے نابلد۔ سپنا کی ماں مہمانوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوتی ہے۔ اتنے میں سپنا چائے کی ٹرالی لے کر پہنچ جاتی ہے۔ شاہد چائے کی چسکی لے کر کہتا ہے۔

سپنا اتنی اچھی چائے پیش کرنے پر میری طرف سے مبارک باد قبول کیجئے۔

سپنا شرمسار سی ہو جاتی ہے۔

سپنا کی ماں سادگی سے کہتی ہے۔

سپنا جب سے جوان ہوئی ہے اس کے رشتے آنے شروع ہوئے ہیں۔ تب سے یہ چائے بنا بنا کر مہمانوں کو پیش کر رہی ہے۔

پس لڑکے والے چائے پسند کر کے چلے جاتے ہیں

سیٹھ عابد بات کاٹتے ہوئے بول پڑتے ہیں۔ لیکن بھابھی ہم نے تو چائے کے ساتھ ساتھ آپ کی بیٹی کو بھی پسند کر لیا ہے۔

اس بار شاہد میاں سے چپ نہ رہا گیا۔ اور بڑے اسٹائلش انداز میں کہا " میں تو چائے کے ساتھ بسکٹ پسند کرتا ہوں "

سیٹھ عابد بیٹے کا کندھا تھپکاتے ہوئے

بیٹا ہر ایک کی اپنی پسند ہوتی ہے۔

کچھ دیر کے بعد کھانا میز پر سجا دیا گیا۔

مزے دار کھانے کے ساتھ ساتھ مزے دار گفتگو جاری رہی سپنا بے چاری جونہی

نمک دانی اٹھانے لگی اپنی پلیٹ میں نمک ڈالنے کے لئے۔

شاہد نے اداکاری کے سے انداز میں اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ لئے اور سپنا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں آپ میرے دل کے زخموں پر نمک چھڑکنے لگی ہیں۔

سپنا اس بار بھی لاجواب ہو گی اور شاہد پے در پے وار کر رہا تھا۔

سپنا کا یہ ہوم گراؤنڈ تھا مگر شاہد کے سامنے اس کی بیٹنگ لائن بری طرح فیل ہو چکی تھی۔

شاہد کی امی ذرا موٹی تھی۔ وہ بڑی خاموشی سے کھانا کھائے جا رہی تھیں۔

اس دفعہ سیٹھ عابد اپنی بیگم پر طنز کرنے سے بالکل بھی نہیں ہچکچائے اور موقع کی مناسبت سے یہ شعر پڑھا۔

جتنا کسی کا ظرف ہے
وہ اتنا ہی خاموش ہے

اس پر محفل ایک بار پھر کشت زعفران بن گی۔

The End

بابر شاہین کے ہاں ظرافت کا ایک بھرپور دریائے سوان اپنے ساون کی طغیانیوں میں موجزن دکھائی دیتا ہے۔

اس کی "شرارتیں" دل آویز اور سماجی کچوکے خیال انگیز ہیں یہ نوجوان اگر اسی لگن کے ساتھ لکھتا رہا تو کچھ عجب نہیں کہ مزاح نگاری کی ایک ایسی روش کو رواج دے جائے جسے بابری اور شاہینی مزاح کے نام سے پکارا جائے۔

سید ضمیر جعفری
اسلام آباد

بابر شاہین کی "شرارتیں" پڑھ کر مجھے یوں لگا جیسے وہ عارضی خوشی پیدا کرنے کے لئے ہنسی کا ماسک چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ بابری مزاج اور شاہینی جذبات کے امتزاج نے بابر شاہین کے نام کی طرح اس کے مزاج کو بھی اس قدر باوصف بنا دیا ہے کہ اس کے مزاح سے ہر عمر کے لوگ لطف اٹھا سکتے ہیں۔

عارف فرہاد
کمال آباد، راولپنڈی

نومی پبلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۱۱۶۳
راولپنڈی